SEP 1959

وقضى ربك ألا تعبدوا إلا إياه وبالوالدين إحسانا

بفضل الله العظیم وکرمه العمیم قد انطبع هذا الکتاب الفخیم العنی

استخرج هذا الدر الغرر من بحور افکاره الاهر من هو عارف معارف النصوص والآثار

الدر الیتیم فی ایمان آباء النبی الکریم

معه ترجمة الهندیه

من خلفه الذکی اللبیب الحری الاریب ذی المجد الاثیل والفضل الجلیل خلف سلف الاثر

المولوی محمد تقی حیدر لازالت لوامع علومه مشرقة کاشراق الازهر

تحت ادارة صاحب الصدق والیقین المولوی محمد وسیم الدین رزقه الله قسطا جزیلا من فیوضه المبین

فی المطبع المیمونیه بریاست رامپور المحمیة

تعداد جلد ۳۰۰

قیمت فی جلد

SITY LIBRARY
SEP 195
UNIVERS

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحان من جعل رسوله صلی اللہ علیه
وسلم واسطة العقد بین مدارج الوجوب
ومدارك الامكان مرج البحرین یلتقیان
بینهما برزخ لا یبغیان واوجد الكائنات
له وهداهم لاجله واعطاه مالم یعط احدًا
من قبله ارسله الی الناس كافةً بشیرًا
ونذیرًا وداعیًا الی اللہ باذنه وسراجًا منیرًا
والصلوة والسلام علی من عاداته العبادات
والعبادات له عادات لطیفة قلبه بیت اللہ
بل الحق انه ادون من اللہ واعلی مما سوی
اللہ وعلی اٰله الامناء واصحابه العظماء۔
وبعد۔ فمازلت مشغوفًا وولهان بأن

پاک ہے وہ ذات جسنے اپنے رسول صلعم کو وجوب اور امکان
مین واسطہ بنایا دو دریا جاری کیے جو آپس مین ملتے ہین
اور اون مین ایک برزخ ہے جو اونکو بڑہنے نہین دیتی اور
کاینات کو آپکے لیے موجود کیا اور آپ ہی کے سبب سے
اونکو ہدایت کی اور آپکو وہ دیا جو آپ سے پہلے کسی کو
نہین دیا اور آپکو سب کی طرف ڈرانے اور بشارت دینے والا
اور خدا کی طرف بلانے والا اور چراغِ روشن بناکر بھیجا۔
اور درود و سلام آپ پر کہ آپکی عادتین عبادت اور
عبادتین عادت ہین آپ کا لطیفہ قلب بیت اللہ ہے
بلکہ سچ یہ ہے کہ آپ اللہ سے کم اور ماسوے اللہ سے
اعلےٰ ہین اور آپ کی اولاد امین اور اصحاب عظیم ہین۔
اما بعد۔ مجکو ہمیشہ سے اس بات کا ذوق و شوق تہا

احرر في ايمان اباء رسول الانس والجان
واقره باية محكمة ونص منصوصة سيما لما
شرفني الله بامعان النظر في تفسير هذه
الاية الكريمة وقضى ربك ان لا تعبدوا
الا اياه وبالوالدين احسانا وقل رب ارحمهما
ازدادت لي شوقا من حسن ذلك السوق
فتلجلجت ببالي ان منيتي فيه مشكورة واو
فيه مستورة حتى يسر الله لي تحرير تلك المباني
الاقدسية وتقرير تلك المعاني القدسية
فيا ايها الناظر ما ظنك بهذا الظاهر الباهر
هذه لتسويد سديد وجيد جديد لمن
كان له قلب او القى السمع وهو شهيد
لحظات سرقناها من ايادي الدهور
والازمان وسمات تنبهناها من مجالي
افكار ذوي العرفان كتاب فضله على سائر
الكتب العظيم لان اسمه در اليتيم
في ايمان اباء النبي الكريم فها
انا اشرع في المقصود مرتبا على مقدمة
وفصول وخاتمة ـ

کہ مین ایمان ابوین آنحضرت صلعم مین کچھ لکھون اور اوسکو
آیت محکم ونص قطعی سے مضبوط کرون خصوصاً جب
اللہ تعالی نے مجھکو اس آیۂ کریمہ مین غور کرنے کا
شرف دیا کہ اللہ نے حکم دیا کہ سوا اوسکے کسی کی عبادت
نہ کرو اور ماں باپ سے احسان کرو اور کہو کہ اے پروردگار
اونپر رحم کر تو اسے دیکھکر میرا شوق اور بڑھ گیا میرے
دل مین آیا کہ میرا مقصود اس آیت مین پوشیدہ اور
میری کوشش اس امر مین مشکور ہے۔ آخر اللہ نے ان معانی
اقدس و مطالب مقدس کا لکھنا و بیان کرنا مجھپر آسان
کردیا لہذا اے ناظر تیرا اس عمدہ رسالہ کی بابت کیا
خیال ہے یہ اونکے لیے ہے جنکو قلب اور گوش شنوا دیے گئے
ہون قوی تحریر و چست سند ہے اسے چند گھڑیون مین
مین نے صاحبان عرفان کے افکار سے جمع کیا
اور یہ کتاب ایسی ہے جو تمام عام کتابون سے اسلیے
بزرگ ہے کہ اس کا نام دُر الیتیم فی ایمان
آباء النبی الکریم ہے اب مین پہلے
ایک مقدمہ اور چند فصلون اور ایک خاتمہ
پر مرتب کرکے مقصد بیان کرنا شروع کرتا
ہون۔

اما المقدمة ففی نسبه الطاهر وحسبه
الظاهر فهو سید الاولین والاخرین وخاتم
النبیین والمرسلین محمد ابن عبد اللہ کما
فی الحدیث عن انس انا محمد بن عبد اللہ
بن عبد المطلب بن هاشم بن عبد مناف
بن قصی بن کلاب بن مرة بن کعب بن لوی
بن غالب بن فهر بن مالک بن نضر بن کنانه
بن خزیمه بن مدرکه بن الیاس بن مضر
بن نزار بن معد بن عدنان الحدیث ۵
وکم اب قد علی بابن ذی شرف ۔ کما
علت برسول اللہ عدنان ۔ الی ھھنا مجمع علیه
وفی ما فوق ذلک الی آدم خلاف لانتجاوز عنه
قال ابن دحیة اجمع العلماء علی ان رسول اللہ
انما انتسب الی عدنان ولم یتجاوز عنه وعن
ابن عباس انه صلعم کان اذا انتسب
لم یجاوز عن معد بن عدنان ثم یمسک ویقول
کذب النسابون مرتین او ثلثا رواه فی مسند
الفردوس لکن قال السهیلی الاصح فی هذا
الحدیث انه من قول ابن مسعود وقال

مقدمہ ۔ آپکے نسب طاہر وحسب ظاہر کے بیان مین
آپ سید اولین وآخرین وخاتم النبیین والمرسلین
محمد بن عبد اللہ ہین چنانچہ حدیث مین حضرت انس سے
مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مین محمد بن عبد اللہ
بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی
بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب
بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ
بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد
بن عدنان ہون ۔ اور کون باپ بیٹے کی
بزرگی سے ایسا بزرگ ہوا جیسے عدنان رسول اللہ صلعم
کی وجہ سے بزرگ ہوئے یہان تک نسب متفق علیہ ہے
اسکے اوپر تا حضرت آدم اختلاف ہے ہم اوس سے
آگے نہین بڑھتے ۔ ابن دحیہ نے کہا ہے کہ علما نے
اسپر اتفاق کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے اپنا نسب عدنان
تک بیان کیا اور اس سے آگے نہین بڑھے اور حضرت
ابن عباس سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم جب اپنا نسب بیان
فرماتے تھے تو معد بن عدنان پر رک جاتے اور دو تین بار فرماتے
تھے کہ نسب بیان کرنیوالے جھوٹ بولے یہ حدیث مسند الفردوس
مین ہے لیکن سہیلی کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ یہ ابن مسعود کا قول ہے

غیرہ کان ابن مسعود اذا قرء قوله تعالے الم یأتکم نبأء الذین من قبلکم قوم نوح وعاد وثمود والذین من بعدهم لا یعلمهم الا الله قال کذب النسابون یعنی انهم یدعون علم الانساب ونفی الله تعالی علمها عن العباد وروی عن ابن عمر انه قال انما ننتسب الی عدنان وما فوق ذلك لا ندری ما هو وعن ابن عباس ان بین عدنان واسمعیل ثلثون ابًا لا یعرفون وقال عروة بن الزبیر ما وجدنا احدًا یعرف بعد معد بن عدنان وکلام حافظ الیعمری وابن حجر العسقلانی والقسطلانی وغیرهم صریح فی ان من عدنان الی اسمعیل ومن ابراهیم الی ادم خلاف ثم اختلف فی کراهة رفع النسب من عدنان الی ادم فذهب ابن اسحٰق وابن جریر وغیرهما الی جوازه وعلیه البخاری وغیره من العلما وذهب جمع من اهل العلم الی کراهة ذلك منهم مالك فانه لما سئل عن الرجل یرفع

اور غیر سہیلی نے کہا کہ جب ابن مسعود آیۃ الم یأتکم نبأء الذین الخ پڑہتے تہے تو کہتے تہے کہ نسب بیان کرنیوالے جہوٹ بولے یعنی وہ لوگ علم انساب کا دعوی کرتے ہین حالانکہ اللہ نے بندون سے اس علم کی نفی کی حضرت عمر سے مروی ہے وہ کہتے تہے کہ ہم عدنان تک انتساب کرتے ہین اور اسکے اوپر نہین جانتے کہ کیا ہے۔

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ عدنان و اسمعیل کے درمیان تیس۳۰ واسطے ہین جنکے نام نہین معلوم اور عروہ بن زبیر نے کہا کہ ہم نے ایسا کسی کو نہین پایا جو عدنان کے بعد جانتا ہو۔ حافظ یعمری و ابن حجر عسقلانی و قسطلانی وغیرہ کا قول صریح یہ ہے کہ عدنان سے حضرت اسمعیل اور حضرت ابراہیم سے حضرت آدم تک اختلاف ہے پہر عدنان سے حضرت آدم تک نسب بیان کرنے کی کراہت مین اختلاف کیا ہے ابن اسحاق و ابن جریر وغیرہ اسکے جواز کی طرف گئے ہین اور اسی پر بخاری اور اور علما ہین اور بعض علما۔ اسکے مکروہ ہونے کی طرف گئے ہین اونہین مین مالک بہی ہین چنانچہ اون سے جب یہ پوچہا گیا کہ ایک شخص اپنا نسب حضرت

لہ کیا تمکو خبر نہین اون لوگونکی جو تمسے پہلے تہے قوم نوح وعاد اور ثمود اور وہ لوگ جو اونکے بعد تہے اونکی گنتی سوای خدا کے کوئی نہین جانتا۔ ۱۲

نسبه الى آدم فكره ذلك وقال من يخبر به
وقد وردت آثار تفيد منع رفع النسب من
عدنان الى آدم منها ما ورد عنه صلعم انه
قال لا تجاوزوا عن معد ابن عدنان قال
ابو الفدا وسبب الاختلاف فيما بين عدنان
وآدم ان قدماء العرب لم يكونوا اصحاب
كتب يرجعون اليها وانما كانوا يرفعون الى
حفظ بعضهم من حفظ البعض وقال ابن خلدون
ولعل الخلاف انما جاء من قبل اللغة لان
الاسماء ترجمت من العبرانية انتهى وقال
ابن الجوزی ان اليهود اختلفوا اختلافا
متفاوتا فيما بين آدم والنوح وفيما بين الانبياء
من السنين وهذا هو سبب الاختلاف وقال
ابن خلدون ان الآباء بينه وبين اسمعيل
غير معروفة وتنقلب فی غالب الامر مختلطة
مختلفة بالقلة والكثرة فی العدد فانسبته
اليه فصحيحة فی الغالب انتهى وفی سبائك
الذهب لابی الفوز محمد بن امين السويدی
البغدادی وقد انتسب صلعم الى عدنان

آدم تک بیان کرتا ہے تو اونکو برا معلوم ہوا کہنے لگے
کہ اوسکو اسکی خبر کس نے دی اور بیشک ایسی حدیثین
وارد ہین جو عدنان سے حضرت آدم تک نسب
ملانے کو منع کرتی ہین اون مین سے یہ حدیث ہی
کہ آپ نے فرمایا کہ معد بن عدنان سے آگے نہ بڑھو
ابو الفدا نے کہا کہ اس اختلاف کا سبب یہ ہے
کہ اگلے عرب لکھے پڑہے نہیں ہوتے تھے بلکہ بعض
بعض سے سنکر یاد کر لیتے تھے ابن خلدون نے کہا
کہ شاید اختلاف لغوی ہو اس لیے کہ عبرانی زبان سے
نام ترجمہ کیے گئے ہین انتہے ابن جوزی نے کہا کہ
یہود نے حضرت آدم و نوح کے درمیان بڑا اختلاف
کیا ہے اور انبیا علیہم السلام کے سنون مین بہی
اور یہی سبب اختلاف ہے اور ابن خلدون نے کہا کہ
عدنان او حضرت اسمعیل کے درمیان ہین جو واسطے ہین
وہ مشہور نہیں اور اکثر اوقات گڑبڑ اور مختلف ہو کر
گھٹ بڑہ جاتے ہین لیکن حضرت اسمعیل کی طرف
اونکی نسبت غالبًا صحیح ہے انتہے۔ سبائک الذہب مؤلفہ
ابی الفوز محمد بن امین سویدی بغدادی مین ہے
کہ رسول اللہ صلعم نے عدنان تک انتساب کیا ہے

هذا كما روى ذلك البيهقي وابن عساكر عن
انس وهو المتفق عليه بين النسابين واما
النسب من عدنان الى ادم فقد وقع الاختلاف
فيه قال الحافظ شرف الدين الدمياطي
من بعد ان ساق هذا النسب هكذا ساقه
ابو علي محمد بن اسعد ابن علي النسابه
وقال هذه اصح الطرق واحسنها واوضحها
وهي روايت شيوخنا في النسب انتهى
فالذي ينبغي لنا الاعراض عما فوق عدنان
لما فيه من التخليط والتغيير الالفاظ مع
قلة الفائدة كما في المواهب اللدنية وقال
بعض المحدثين بل فيه احتمال الغلط
فينسبه الى غير ابيه فيقع في الكذب كما
يفهم من الحديث بل يجر الى الشتم لان
نسبة المرء الى غير ابيه شتم وتغيير له بل يلزم
منه القذف والله اعلم اقول المراد من
نفي علمهم نفي العلم التفصيلي باسمائهم
وهو لا ينافي علمها اجمالا وعلم احكامهم فانا
نعلم ان اٰباء النبي صلعم الى ادم كلهم مسلمون

جیسا کہ بیہقی و ابن عساکر نے حضرت انس سے روایت
کی اور یہ نسابین مین متفق علیہ ہے لیکن عدنان سے
حضرت آدم تک نسب مین البتہ اختلاف ہے حافظ
شرف الدین دمیاطی نے بعد بیان نسب کے کہا کہ
اسی طرح سے اسے ابو علی محمد بن اسعد ابن علی نسابہ نے
بیان کرکے کہا کہ یہ سب سے زیادہ صحیح و بہتر ہے اور
نسب مین ہمارے شیوخ کی یہی روایت ہے انتہی۔
لہذا بہتر یہ ہے کہ ہم عدنان سے آگے نہ بڑھین کیونکہ
اوسمین باوجود کمی فائدہ الفاظ بدلے اور ملے ہوے ہین
جیسا کہ مواہب لدنیہ مین ہے اور بعض محدثین نے کہا
کہ اسمین غلطی کا احتمال ہے کہ غیر باپ کی طرف منسوب
کرکے جھوٹ مین پڑجاے جیسا کہ حدیث سے معلوم
ہوتا ہے بلکہ منجر بشتم ہو جاتا ہے کیونکہ مرد کو اوسکے باپ کے
علاوہ کسی اور سے منسوب کرنا شتم و تغییر ہے اور اس سے
حد قذف لازم آتی ہے واللہ اعلم مین کہتا ہون کہ مراد
اونکی نفی علم سے اونکے اسماکے علم تفصیلی کی نفی ہے جو
اوسکے علم اجمالی اور اونکے علم احکام کی منافی نہین
کیونکہ ہم جانتے ہین کہ آنحضرت صلعم کے آبا و اجداد
حضرت آدم تک سب مسلمان تھے جیسا کہ بیان

كما يأتي وان لم نعلم اسمائهم وهذا السلسلة
الشريفة العالية ذات العزة والكرامة والشرف
والجلالة والنبوة والرسالة خيرة خلق الله
وصفوة عباد الله طهرهم وزكاهم ونزههم وذلك
لسيد الاولين والاخرين صلى الله عليه
وزاده شرفاً لديه۔

الفصل الاول - قوله تعالى وقضى

ربك ان لا تعبدوا الا اياه وبالوالدين احسانا
اما يبلغن عندك الكبر احدهما او كلاهما فلا
تقل لهما أفّ ولا تنهرهما وقل لهما قولا كريما
واخفض لهما جناح الذل من الرحمة وقل
رب ارحمهما كما ربياني صغيرا في الدر المنثور
اخرج ابن جرير وابن المنذر من طريق علي
ابن ابي طلحة عن ابن عباس في قوله
وقضى ربك قال امر واخرج ابن المنذر
عن مجاهد في قوله تعالى وقضى ربك ان
لا تعبدوا الا اياه قال عهد ربك ان لا تعبدوا

ہوگا اگرچہ ہمکو اون سب کے نام نہ معلوم ہوں۔
اور یہ سلسلہ شریفہ عالیہ معزز و مکرم و صاحب شرف
و جلالت و نبوت و رسالت ہے تمام مخلوق سے
بہتر اور بندگان حق میں سبکا خلاصہ ہے اللہ تعالیٰ نے اوس کو
سید الاولین و الآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے برگزیدہ
و مقدس کیا اور آپ ہی کی وجہ سے اونکی زیادہ بزرگی کی

فصل اول۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

وقضی ربک الخ در منثور میں ہے کہ ابن جریر
و ابن منذر طریق علی ابن ابی طلحہ سے اونہون
نے حضرت ابن عباس سے وقضی ربک
کے متعلق یہ روایت کی کہ اس کے معنی آمر
کے ہیں اور ابن منذر نے مجاہد سے اسی
آیت کے متعلق یہ روایت کی کہ اونہون نے
کہا کہ تیرے پروردگار نے اس کا عہد لیا کہ
بجز اوس کے اور کسی کی عبادت نہ کراؤ
ابن ابی حاتم نے حسن سے وبالوالدین احسانا
مین روایت کی کہ احسان بمعنی نیکی ہے میں کہتا ہون

۱؎ اور حکم دیا تیرے پروردگار نے کہ بجز اوس کے کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ سے بھلائی کرو اگر وہ تمہارے سامنے بوڑھے ہو جاویں ایک یا دونوں تو اونھہ نہ کرو اور نہ اون کو جھڑکو اور اون سے ادب سے بات کرو اور اون کے سامنے اپنا سر عاجزی سے جھکا دو اور کہو اے پروردگار ان دونوں پر رحم کر جس طرح انہوں نے بچپن میں مجھکو پالا ۱۲

الا اياه واخرج ابن ابى حاتم عن الحسن فى
قوله وبالوالدين احسانا يقول برًا - اقول
هذه الاية ظاهرة مفسرة منصوصة فى
اسلام والدى رسول الله الى ادم اما قولى
ظاهرة فلان الظاهر ما ظهر المراد منه بنفس
الصيغة كذا فى الحسامى وهو تعالى امره صلعم
حقيقة بالاحسان الى الوالدين وبالدعاء بالرحمة لهما
وهو ظاهر لفظ الاية بلا خفاء فان قيل
قد اختلف فى اسلام والدى صلعم اخذ اهما
قيل ان بعض الايات والاحاديث تقتضى
عدم اسلامهما فكيف تبقى الظاهر على حقيقته
اقول من قال بكفرهما فلا يعباء بقوله لان
عبارة هذه الاية تدل بنفسها على اسلامهما
فمن قال ذلك بمجرد الاحتمال فلا يسمع حتى
يورد الدليل كما هو قاعدة الاصول من ان
الظاهر توجب الحكم قطعًا والدلائل اللتى
ذكروها مجروحة مردودة - منها اية ولا
تسئل عن اصحاب الجحيم قالوا انها نزلت
فى والده صلعم ففى الدر المنثور اخرج وكيع وسفيان

کہ یہ آیت آنحضرت صلعم کے والدین اور حضرت آدم
تک کے اسلام کے لیے مفسر و منصوص ہے -
لیکن میرا قول ظاهرة اسلیے ہے کہ ظاہر وہ ہے
جس سے بنفس صیغہ مراد ظاہر ہو جیسا کہ حسامی مین ہے
اور اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو والدین کے ساتھ احسان
اور اونکے لیے دعاے رحمت کرنیکا حقیقتًا حکم دیا اور
یہ لفظ آیت سے صاف ظاہر ہے اگر یہ کہا جاے کہ
آنحضرت صلعم کے والدین کے اسلام مین بعض آیات
و احادیث کو جو اونکی عدم اسلام کی مقتضی ہین لیکر اختلاف
کیا گیا ہی پھر ظاہر لفظ اپنی حقیقی معنی پر کیسے دلالت کریگا تو
مین کہتا ہون کہ اونکے قائل کفر کا قول نہ مانا جائیگا کیونکہ
اس آیت کی عبارت بذاتہا اونکے اسلام پر دلالت
کرتی ہے لہذا جو کوئی بمجرد احتمال یہ کہے گا تو اوسکا
قول حسب قاعدۂ اصولی تا وقتیکہ وہ کوئی دلیل
نہ لاے نہ سُنا جائیگا کیونکہ ظاہر حکم کو قطعًا واجب کرتا ہے
اور جو دلائل اونہون نے بیان کیے ہین وہ مجروح
و مردود ہین - اونہین دلائل مین سے آیت ولا
تسئل عن اصحاب الجحیم ہے کہتے ہین کہ
یہ والد آنحضرت صلعم کے حق مین اوتری درمنثور مین ہے کہ وکیع و سفیان

ابن عيينه وعبد الرزاق وعبيد بن حميد وابن
جرير وابن منذر عن محمد بن كعب القرظي قال
قال رسول الله صلعم ليت شعري ما فعل
ابواي فنزل انا ارسلناك بالحق بشيرا ونذيرا
ولا تسئل عن اصحاب الجحيم فما ذكرهما حتى توفاه
الله قلت هذا مرسل ضعيف الاسناد انتهى
واخرج ابن جرير عن داؤد عن ابن ابي عاصم
ان النبي صلعم قال ذات يوم اين ابواي فنزلت
قلت والآخر معضل الاسناد ضعيف لا يقوم به
ولا بالذي قبله حجة انتهى ما في الدرج
ومنها اية ما كان للنبي والذين امنوا ان
يستغفروا للمشركين ولو كانوا اولي القربى من بعد
ما تبين لهم انهم اصحاب الجحيم نزلت في والديه
ففي الدر المنثور اخرج ابن ابي حاتم والحاكم وابن
مردويه والبيهقي في الدلائل عن ابن مسعود
قال خرج رسول الله صلعم يوما الى المقابر فاتبعناه
فجاء حتى جلس الى قبر منها فناجاه طويلا
ثم بكى فبكينا لبكائه ثم قام فقام اليه عمر فدعا

ابن عيينه وعبد الرزاق وعبيد بن حميد وابن جرير
وابن منذر نے محمد بن کعب قرظی سے روایت کی
کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ نہ معلوم میرے ماں باپ کے
ساتھ کیا ہوا اوسوقت آیت انا ارسلناك بالحق الخ
اوتری پھر آپنے اونکو مدۃ العمر یاد نہ فرمایا میں کہتا ہوں
یہ حدیث مرسل ضعیف الاسناد ہے اور ابن جریر نے
داود سے اونہوں نے ابن ابی عاصم سے روایت کی
کہ نبی صلعم نے ایک روز فرمایا کہ میرے ماں باپ کہاں ہیں
تب یہ آیت اوتری میری نزدیک دوسری حدیث معضل الاسناد
ضعیف ہی اس سے یا اس سے قبل والی حدیث سے
کوئی حجت قائم نہیں ہو سکتی انتہی ما فی الدرر - اور
اونہیں دلائل میں سے یہ آیت ہے کہ ما کان للنبی الخ
آپکے والدین کے حق میں اوتری در منثور میں ہی کہ ابن
ابی حاتم وحاکم وابن مردویہ وبیہقی نے دلائل میں ابن مسعود سے
روایت کیا کہ آنحضرت صلعم ایک روز قبرستان کی طرف تشریف
لیگئے ہم بھی آپکے پیچھے گئے آپ جا کر ایک قبر کے قریب بیٹھ گئے
اور دیر تک مناجات کی پھر روئے ہم بھی روئے پھر آپ کھڑے
ہوئے اور حضرت عمر کھڑے ہو کر آپکے قریب گئے آپنے پہلے انکو

ك نبی اور مسلمانونکو یہ اختیار نہیں ہے کہ مشرکین کے لیے مغفرت چاہیں بعد اسکے کہ اونہیں ظاہر ہو چکا کہ وہ دوزخی ہیں اور اگرچہ وہ انکے قرابت دار ہوں ۱۲

ثم دعانا فقال ما ابکاکم قلنا بکینا لبکائک قال
ان القبر الذی جلست عنده قبر امی آمنة
وانی استاذنت ربی فی زیارتها فاذن لی وانی
استاذنت ربی فی الاستغفار لها فلم یاذن لی
وانزل علیّ ما کان للنبی والذین آمنوا ان یستغفروا
للمشرکین ولو کانوا اولی قربیٰ فاخذنی ما یاخذ
الولد للوالدة من الرقة فذلک الذی ابکانی
ومنها ما اخرج ابن مردویه عن بریدة قال کنت
مع النبی صلعم اذا وقف علی عسفان فنظر یمینا
وشمالا فابصر قبر امه آمنة وورد الماء فتوضأ
ثم صلی رکعتین ودعا فلم یفجأنا الا وقد علا بکاؤه
فعلا بکاءنا لبکائه ثم انصرف الینا فقال ما الذی
ابکاکم قالوا بکیت فبکینا یا رسول الله قال وما
ظننتم قالوا ظننا ان العذاب نازل علینا بما
نعمل قال لم یکن من ذلک شیء قالوا فظننا ان
امتک کلفت من الاعمال ما لا یطیقون فرحمتها
قال لم یکن من ذلک شیء ولکن مررت بقبر امی
آمنة فصلیت رکعتین فاستاذنت ربی ان
استغفر لها فزجرت زجرا فعلا بکائی ثم دعا براحلته

پھر ہم سبکو بلا کر پوچھا کہ تم کیون روتی تھی ہم نے کہا کہ ہم آپکو روتا
دیکھکر روتی آپنی فرمایا کہ مین جس قبر کے پاس بیٹھا تھا وہ میری ماں
آمنہ کی قبر تھی مین نی پروردگار سی اوسکی زیارت کی اجازت
مانگی تو مجکو اجازت ملی پھر جب اونکی لیے استغفار کی اجازت
مانگی تو نہ ملی اور یہ آیت اوتری کہ ما کان للنبی الخ لہذا
ماں کی تکلیف سی جیسا رنج اولاد کو ہوتا ہی مجکو بھی ہوا
اسی لیے مین رویا۔ اور اونہین دلائل مین سی یہ حدیث ہے
جو ابن مردویہ نی بریدہ سی روایت کی کہ مین عسفان مین آنحضرت صلعم
کی ساتھ تھا آپنے وہان ٹھہر کر داہنی بائین دیکھا تو آپکو اپنی والدہ
آمنہ کی قبر دکھائی دی آپنے پانی منگا کر وضو کیا پھر دو رکعتین
پڑھکر دعا مانگی تو ہم اوسوقت چونکے جب آپکی رونیکی آواز بلند ہوئی
تب ہم بھی زور سی روتی آپنے ہم سی پوچھا کہ تم کیون روئی ہم نے کہا
کہ یا رسول اللہ آپ روتے تھے ہم بھی روتے آپنے فرمایا کہ تم کیا سمجھے
عرض کیا کہ یہ سمجھے کہ عذاب آلہی ہم پر بوجہ ہماری اعمال کے نازل ہے
آپنے فرمایا کہ یہ بات نہین تھی سب نے کہا کہ پھر شاید آپکی امت کو
اعمال خارج از طاقت کی تکلیف دیگئی ہے جسپر آپکو رحم آیا ہے
آپنے فرمایا کہ یہ بھی نہین بلکہ مین اپنی والدہ آمنہ کی قبر پر
گذرا اور دو رکعت نماز پڑھکر خدا سے اونکی لیے اجازت استغفار
چاہی تو جھڑکا گیا اسلیے رونی مین میری آواز بلند ہوگئی پھر سوار

فركبها فاسار الا هنية حتى قامت الناقة لثقل
الوحي فانزل الله ما كان للنبي والذين امنوا ان
يستغفروا للمشركين الايتين ـ منها ما اخرج ابن
المنذر والطبراني والحاكم وصححه وتعقبه الذهبي
عن ابن مسعود قال جاء ابنا مليكة وهما من
الانصار فقالا يا رسول الله ان امنا كانت تحفظ
على البعل وتكرم الضيف وقد ماتت في الجاهلية
فاين امنا قال امكما في النار فقاما وقد شق
ذلك عليهما فدعاهما رسول الله صلعم فرجعا
فقال الا ان امي مع امكما فقال منافق من الناس
وما يغني هذا عن امه الا ما يغني ابنا مليكة
عن امهما ونحن نطاء عقبيه فقال شاب من
الانصار ما رأيت يا رسول الله واين ابواك فقال
رسول الله صلعم ما سألتهما ربي فيعطيني منهما
وفي لفظ فيطعمني فيهما واني لقائم يومئذ المقام
المحمود الحديث انتهى ما في الدرر ـ ومنها
ما روى مسلم من طريق حماد ابن سلمة عن ثابت
عن انس ان رجلا قال يا رسول الله صلعم اين
ابي قال في النار فلما قفا دعاه قال ان ابي واباك

منگا کر سوار ہوی اور آہستہ چلی یہانتک کہ ناقہ وحی کی گرانی
سی ٹہر گیا تب یہ آیۃ اوتری کہ ما کان للنبی الخ ـ اور
اونہین دلائل مین سی یہ حدیث ہے جو ابن منذر و طبرانی
و حاکم نے صحیح سمجہکر روایت کی اور ذہبی نی اوسکا تعقب کیا
حضرت ابن مسعود سی اونہون نی کہا کہ ملیکہ کے بیٹے جو انصاری
تہی آئی اور کہنی لگی کہ یا رسول اللہ ہماری ماں شوہر کی حفاظت
اور مہمان کی مہمانداری کرتی تہی اور وہ جاہلیت مین مر گئی
تو اب وہ کہان ہی آپنی فرمایا کہ دوزخ مین وہ اوٹہہ کہڑی ہوئی
اور اونکو یہ ناگوار ہوا پہر اونکو رسول اللہ صلعم نی بلایا وہ آئی تو
فرمایا کہ میری ماں بہی تمہاری ماں کی ساتہ ہی تب ایک
منافق نی کہا کہ کیا یہ بہی (آنحضرت صلعم) اوسی قدر اپنی
والدہ کی کام آئی جسقدر ملیکہ کی بیٹی اپنی ماں کی اور ہم ان کے
(آنحضرت صلعم کی) پیچہے ہین پہر ایک جوان انصاری نی کہا کہ یا رسول اللہ
اور آپکی والدین کہان ہین آنحضرت نے فرمایا کہ اونکی لیے جو کچہہ خدا
سی مانگونگا وہ مجہکو دیگا (اور ایک روایت مین لفظ فیطعمنی ہے)
اور مین بیشک اوس روز مقام محمود مین کہڑا ہونگا انتہی ما فی الدرر
اور اونہین دلائل سی یہ حدیث ہی جو مسلم نی طریق حماد بن سلمہ
اور اونہون نی ثابت اونہون نی انس سی روایت کی کہ ایک شخص
کہا کہ یا رسول اللہ میرا باپ کہان ہی فرمایا دوزخ مین جب وہ لوٹا

فی النار۔ قلت اما قولهم ان اٰیة ولا تسئل الخ نزلت
فی والدیه فمردود بابطال الاحتجاج بالحدیثین
الواردین فی ذلك کما قال السیوطی فی الدر
فی الحدیث الاول منهما قلت هذا مرسل ضعیف
الاسناد وقال فی الثانی منهما قلت والآخر معضل
الاسناد ضعیف لا تقوم به ولا بالذی قبله حجة
انتهی کلامه وقال هو ایضا فی حاشیته علی البیضاوی فی
عند تفسیر هذه الاٰیة قوله یعنی البیضاوی نهی
رسول الله صلعم عن حال ابویه قال الشیخ ولی الدین
العراقی لم اقف علیه فی حدیث۔ اقول ولنعما
فعل فانه لم یرد فی ذلك الا اثر معضل ضعیف
الاسناد فلا یعول علیه والذی یقطع به ان الاٰیة
فی کفار اهل الکتاب کالاٰیات السابقة علیها
والتالیة لها وقرر ذلك بابلغ تقریر فی مسالك
الحنفاء فی والدی المصطفی وقال الشیخ الشبراملسی
فی حاشیة المواهب فی مبحث ایمان امه صلعم
عند ذکر حدیث لیت شعری ثم رایت فی مسالك
الحنفاء للجلال الدین السیوطی ان حدیث
لیت شعری ما فعل ابوای فنزلت الاٰیة لم یخرج

تو پھر اوسکو بلا کر فرمایا کہ میرا اور تیرا باپ دوزخ مین ہی مگر میرے
نزدیک اونکا قول کہ آیۃ ولا تسئل الخ والدین آنحضرت کے حق
مین اوتری ہی مردود ہی اسلیے کہ دونون حدیثین جنسے حجت لائی گئی ہی
باطل ہین جیسا کہ سیوطی نے درمنثور مین متعلق حدیث اول کہا کہ
میرے نزدیک یہ مرسل ضعیف الاسناد ہی اور دوسری کی متعلق کہا
کہ یہ معضل الاسناد ضعیف ہے اس سے یا اس سے پہلی والی حدیث سے
کوئی حجت نہین قائم ہو سکتی کلام سیوطی تمام ہوا اور انہین نے
حاشیہ بیضاوی مین اس آیۃ کی تفسیر مین کہا کہ بیضاوی کا
یہ قول کہ آنحضرت صلعم اپنے والدین کا حال پوچھنے گئے تو شیخ ولی الدین
عراقی نے کہا کہ مین نہین جانتا کہ یہ کون حدیث ہے مین کہتا ہون
کہ کیا خوب کہا ہی کیونکہ اسکے متعلق کوئی حدیث بجز حدیث معضل
ضعیف الاسناد کے مروی نہین تو اسکا اعتبار نہین اور جس سے
یقینا قطع ہوتی ہی وہ یہ ہی کہ یہ آیۃ آیات سابقہ اور بعد والی آیات
کی طرح کفار اہل کتاب کے حق مین ہی اور اسکے متعلق نہایت بلیغ
تقریر مسالک الحنفاء فی والدی المصطفی مین کی گئی اور شیخ
شبراملسی نے حاشیہ مواہب مین مبحث ایمان والدہ آنحضرت صلعم مین
حدیث لیت شعری کی ذکر مین کہا ہی کہ پھر مین نے مسالک
الحنفاء مصنفہ جلال الدین سیوطی مین دیکھا کہ حدیث لیت
شعری الخ یہ کسی معتمد حدیث کی کتاب مین نہین نکلی

فی شیٔ من کتب الحدیث المعتمدة وانما ذکره فی
بعض التفاسیر بسند منقطع لا یحتج به ولا یعول
علیه ثم ان هذا مردود بوجوه اخر من جملة الاصول
والبلاغة واسرار البیان انتهی ما ذکر فی الحاشیة
وفی رسالة عبد الحلیم ابن حاتم بن عمر بن اسحاق
بن فرید بن رکن الدین ابن مبارک فی بیان
اسلام ابوی النبی صلعم قال وحدیث یا لیت
شعری لم یصح فی شیٔ من کتب الحدیث مع انه
معارض لما اخرجه ابن الجوزی من حدیث
علی مرفوعاً هبط جبرئیل علی فقال ان الله یقرئک
السلام ویقول انی حرمت النار علی صلب انزلک
وبطن حملک وحجر کفلک انتهی واما قولهم اٰیة
ما کان للنبی الخ نزلت فی حق ابویه فمردود بانها
نزلت فی حق المشرکین وسبب نزولها ان النبی صلعم
کان یستغفر لعمه ابی طالب وان بعض الصحابة
کان یستغفر لوالدیه وهما مشرکان اخرج البخاری
ومسلم واحمد بن ابی شیبة والنسائی وابن
جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابو الشیخ
وابن مردویه والبیهقی فی الدلائل عن سعید

بلکہ اسکو بعض تفسیرون مین بسند منقطع ذکر کیا ہی جس سے نہ کوئی
حجت لائی جا سکتی اور نہ اوسپر خیال ہو سکتا ہی علاوہ برین
یہ کئی وجہون سے منجملہ اصول و بلاغت و اسرار بیان مردود
ہی مضمون مذکورہ حاشیہ ختم ہوا رسالہ عبد الحلیم بن حاتم
بن عمر بن اسحاق بن فرید بن رکن الدین ابن مبارک مین
جو بیان اسلام والدین آنحضرت صلعم مین ہی لکہا ہی کہ حدیث
یا لیت شعری کسی حدیث کی کتاب مین نہین نکلی
علاوہ برین اوس حدیث کی معارض ہی جو ابن جوزی نے
حدیث علی سے مرفوعاً روایت کی کہ جبرئیل مجھپر اوترے اور
کہا کہ اللہ نے آپسے بعد سلام یہ کہا ہی کہ مین نے دوزخ حرام
کی اوس پشت پر جسنے تجکو اوتارا اور اوس شکم پر جسنے تجکو اوٹہایا
اور اوس گود پر جسنے پرورش کی انتہے لیکن اونکا یہ قول کہ آیت
ما کان للنبی الخ والدین آنحضرت صلعم کے بارہ مین اوتری
تو یہ مردود ہی کیونکہ یہ آیت مشرکین کے حق مین اوتری
جسکا شان نزول یہ ہی کہ جب آنحضرت صلعم اپنے چچا ابی طالب
کے لیے استغفار کرتے تھے ویسے بعض صحابہ بہی اپنے مشرک والدین
کے لیے استغفار کرتے تہے بخاری و مسلم و احمد و ابن ابی شیبہ
و نسائی و ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم
و ابو الشیخ و ابن مردویہ و بیہقی نے دلائل مین سعید

بن المسیب عن ابیه قال لما حضرت ابا طالب
الوفاة دخل النبی عنده الی ان قال لاستغفرن الله
لك ما لم انه عنك فنزلت ما كان للنبی وروی
ذلك عن علی وعمر ابن دینار ومحمد ابن كعب
القرظی وسعید بن مسیب والقتادة والحسن
واخرج الطیالسی وابن ابی شیبة واحمد والترمذی
والنسای وابو یعلی وابن جریر وابن المنذر وابن
ابی حاتم وابو الشیخ والحاكم وصححه ابن مردویه
والبیهقی فی شعب الایمان والضیاء فی المختارة
عن علی قال سمعت رجلا یستغفر لابویه وهما
مشركان فقلت تستغفر لابویك وهما مشركان
قال اولم یستغفر ابراهیم لابیه فذكرت ذلك
للنبی صلعم فنزلت ما كان للنبی وروی عن ابن
عباس من طریق علی ابن ابی طلحة انهم كانوا
یستغفرون لهم حتی نزلت ونحوه عن محمد بن كعب
فهذه صریحة فی ان الایة نزلت فی حق عمه
ابی طالب وحق غیره والدیه واما ما روی عن ابن
عباس من طریق عطیة العوفی وعكرمة انها
نزلت فی ابیه فقال السیوطی اولا بانه ضعیف

بن المسیب سے اونہوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ
وقت وفات ابوطالب آنحضرت صلعم اونکی پاس گئے یہانتک
کہ آپنے فرمایا کہ میں تمہارے لیے استغفار کیے جاؤنگا جبتک روکا
نہ جاؤں تب آیۃ اوتری کہ ما کان للنبی اور یہی علی
وعمر وابن دینار ومحمد بن کعب قرظی وسعید بن المسیب وقتادہ
وحسن سے روایت کی گئی اور طیالسی وابن ابی شیبہ واحمد
وترمذی ونسائی وابویعلی وابن جریر وابن منذر وابن
ابی حاتم وابوالشیخ وحاکم نے روایت کی جسکی تصحیح ابن مردویہ
نے کی اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور ضیاء نے مختارہ میں
حضرت علی سے کہ میں نے ایک مرد کو اپنے مشرک والدین کے حق میں
استغفار کرتے سنا تو کہا کہ کیا تم اپنے مشرک ماں باپ کے لیے
استغفار کرتے ہو تو اوسنے کہا کہ کیا حضرت ابراہیم نے اپنے باپ
کے لیے استغفار نہیں کیا میں نے یہ بات آنحضرت صلعم سے ذکر کی تو
آیۃ اوتری کہ ما کان للنبی اور حضرت ابن عباس سے
بروایت علی ابن ابی طلحہ مروی ہے کہ وہ لوگ اپنے آبا و اجداد
کے لیے استغفار کرتے تھے تب آیۃ اوتری اور ایسا ہی محمد بن کعب سے
مروی ہے پس یہ اس امر کی صریح دلیل ہے کہ یہ آیۃ آنحضرت کے چچا
ابی طالب وغیرہ کے حق میں نازل ہوئی لیکن جو ابن عباس سے
بطریق عطیہ عوفی وعکرمہ مروی ہے کہ یہ آیۃ آپکے والد کے بارہ میں

معلول لان عطية ضعيف وهو مخالف لرواية
علي بن ابي طلحة المتقدم وعلى ثقة جليل و
ردّ الثاني بان سنده ضعيف لا يعول عليه
وكذلك يرد بان الاحاديث المتقدمة مصرحة
بانها نزلت في حق ابي طالب وغيره من المشركين
واما حديث بريدة الذي اخرجه ابن مردويه
وفيه انه عليه السلام مرّ على قبر امه ثم
استاذن ان يستغفر لها فبكى الخ فانزل الله
ماكان للنبي فظاهره ان سبب نزول الآية
قصة امه وهذا مردود لما تقدم ان الاحاديث
الكثيرة المشتهرة خرجت بان سبب نزولها قصة
عمه ابي طالب وما كانوا يستغفرون لآبائهم
المشركين سوى آباء النبي واما الاستيذان في الاستغفار
والنهي عنه فعلى تقدير ثبوته فهو لا ينافي ثبوت
اسلامها بل يمكن الجمع بينه وبين ما تقدم بان
استغفاره لها ما كان لاجل الشرك بل استغفارا
مخصوصا كاستغفاره ان لا يكون عليها عذاب
بالكلية فنهى عن ذلك لاحتمال استحقاقها
بعض عذاب تطهيرا كما يشير اليه ما في اية

اوتری تو سیوطی نے کہا کہ اولاً تو یہ ضعیف ہے معلول ہے کیونکہ عطیہ
ضعیف ہے نیز یہ روایت علی بن ابی طلحہ کی مخالف ہے جو پہلے گذری
اور علی ثقہ جلیل ہیں اور دوسری کو اسطرح رد کیا کہ اسکی سند
ضعیف ہے اسپر اعتماد نہیں کیا جاسکتا اور ایسے ہی ردّ ہوتی
کہ پہلی حدیثیں اس امر کی تصریح کرتی ہیں کہ یہ آیۃ ابی طالب
و دیگر مشرکین کے حق میں اتری لیکن بریدہ کی وہ حدیث جسکو
ابن مردویہ نے روایت کیا جسمیں ہے کہ آنحضرت صلعم اپنی والدہ
کی قبر پر گذرے پھر اونکے لیے استغفار کی اجازت مانگی اور روئے تب
اللہ نے آیۃ ماکان للنبی اوتاری پس ظاہر حدیث سے
کہ اس آیۃ کا سبب نزول آپکی والدہ کا قصہ ہے اور یہ روایۃ مردود
ہے جیسا کہ گذرا کہ احادیث کثیرہ مشہورہ سے مروی ہے کہ اوسکا
سبب نزول آپکے چچا ابی طالب اور اون لوگونکا قصہ ہے جو اپنے
آبا مشرکین کے لیے استغفار کرتے تھے بجز آبا نبی صلعم کے لیکن
استغفار کی اجازت مانگنا اور اوس سے منع کیا جانا اگر ثابت ہو
تو بھی اونکے ثبوت اسلام کو منافی نہیں بلکہ جمع بین الروایتین
یوں ممکن ہے کہ اونکے لیے آنحضرت صلعم کا استغفار بسبب شرک کے نہیں تھا
بلکہ اسلیے کہ اونپر بالکل عذاب نہ ہو مخصوص استغفار تھا
لہذا اس سے بوجہ احتمال استحقاق بعض عذاب تطہیر
روکے گئے جس کی طرف آیت ولیطہرکم

اهل بيته وليطهركم تطهيرًا الاانها اقرب من
اهل بيته وهذا العذاب لا ينافي الاسلام كعذاب
بعض عصاة المومنين فلما الهي عنه فلذلك علا
بكائه شفقة عليها من العذاب على ان في هذا
الحديث ان قبر امه صلعم بعسفان وهو على
مرحلتين من مكة ويخالفه حديث عايشة
ان قبرها بالحجون وهو بمكة ويخالفه ايضًا رواية
ان قبرها بالابواء لما توفيت فيه وهو بين مكة والمدينة
والى المدينة اقرب واما ما فيه من عدم الاذن
وكذا في غيره من الاحاديث فيخالفه حديث عايشة
الذي رواه الطبراني بسنده عنها انه عليه السلام
نزل الحجون كئيبًا حزينًا فاقام به ما شاء الله عز وجل
ثم رجع مسرورًا قال سالت ربي عز وجل فاحيا
لي امي فامنت بي واليضًا رواه الخطيب عن
عايشة مرفوعًا ورواه ابن شاهين عنها ذهبت
بقبر امي فسالت الله ان يحيها فاحياها الله
فامنت بي وردها الله قال ابن ناصر هو موضوع
وفي اسناده محمد بن زياد النقاش ليس بثقة
واحمد بن يحيى الحضرمي ومحمد بن يحيى الزهري

تطهيرًا جو اہل بیت کے حق میں نازل ہوئی اشارہ
کرتی ہے اسلیے کہ وہ آپکی اہل بیت سے اقرب تھیں اور یہ عذاب
منافی اسلام نہیں جیسے بعض گنہگار مومنین کا عذاب
پس اس ممانعت سے بسبب اونکی حالت پر شفقت کے رونے میں آپکی
آواز بلند ہوگئی علاوہ اسکے اس حدیث میں ہے کہ آنحضرت
کی والدہ کی قبر عسفان میں ہے جو مکہ سے دو کوس ہے اسکی مخالف
حضرت عایشہ کی یہ حدیث ہوتی ہے کہ اونکی قبر حجون میں ہے
جو مکہ میں ہے اور اوسکی مخالف یہ روایت بھی ہے کہ اونکی قبر
ابوا میں ہے جہاں وفات پائی اور وہ مابین مکہ معظمہ و مدینہ
منورہ ہے بلکہ مدینہ سے قریب ہے لیکن اوس حدیث میں عدم
اجازت جو مذکور ہے نیز اور حدیثوں میں بھی تو اوسکی مخالف حضرت
عایشہ کی یہ حدیث ہے جو طبرانی نے اپنی سند سے اونسے روایت کی
کہ آنحضرت صلعم حجون میں ملول غمگین اوترے اور تھوڑی دیر ٹھہرے
رہے پھر خوش خوش پلٹے اور فرمایا کہ میں نے خدا سے سوال کیا اور
میری والدہ کو میرے لیے زندہ کردیا وہ مجھپر ایمان لائیں خطیب نے
مرفوعًا حضرت عائشہ سے اور ابن شاہین نے بھی اونسے روایت کی
کہ میں اپنی والدہ کی قبر پر گیا اور خدا سے اونکو زندہ کردینے کا سوال کیا
اوسنے اونکو زندہ کردیا وہ مجھپر ایمان لائیں اور قبر میں واپس گئیں ابن ناصر نے
کہا کہ یہ موضوع ہے اور اسکے اسناد میں محمد بن زیاد نقاش ہے

مجهولان قلت وقال ابن حجر في اللسان اما
محمد بن يحيى فليس بمجهول بل معروف
وقال في الميزان في ترجمة احمد بن يحيى
الحضرمي روى عن حرملة التجيبي وليّنه
ابن يونس واما النقاش فقال الذهبي
صار شيخ المقريين في عصره على ضعف فيه
وقد اطال في اللآلي الكلام على هذا الحديث
وقال الصواب بالضعف لا بالوضع وقد
افردت في ذلك جزءًا انتهى وايضاً روى
ابو حفص ابن شاهين في كتاب الناسخ
والمنسوخ له بسنده قالت عائشة حج بنا
رسول الله صلعم حجة الوداع فمرّ بي على عقبة
الحجون الى ان قالت ثم عاد وهو فرح متبسم
فقال ذهبت بقبر امي فسألت ربي ان
يحييها فاحياها فآمنت بي وصحح الحديث
جماعة ولكن يمكن الجمع بين حديث عائشة
واحاديث عدم الاذن بانه منع اولاً ثم احييت
بعد ذلك وآمنت به فيكون حديث عائشة
ناسخاً للمخالفة من الاحاديث كما ذكره السيوطي

جو ثقہ نہیں اور احمد بن یحییٰ حضرمی و محمد بن یحییٰ زہری یہ دونون
مجہول ہین مین نے کہا کہ ابن حجر نے لسان المیزان مین
لکھا ہے کہ محمد بن یحییٰ مجہول نہیں بلکہ معروف ہی اور میزان مین
احمد بن یحییٰ حضرمی کے ترجمہ مین لکھا ہے کہ حرملہ تجیبی سے
روایت کی اور اوسکو ابن یونس نے اعانت دی لیکن نقاش
تو ذہبی نے کہا کہ باوجود ضعف روایت کے وہ اپنے زمانہ مین
شیخ المقربین ہوئے اور لآلی مین اس حدیث پر بہت بحث کی ہے
اور کہا کہ بہتر قائل ضعف ہونا ہے نہ قائل وضع ہونا اور
مین نے اس بارہ مین ایک جزو تالیف کیا ہے نیز ابو حفص
ابن شاہین نے کتاب ناسخ و منسوخ لہٗ مین بسند روایت کی
کہ حضرت عایشہ نے کہا کہ ہمارے ساتھ رسول اللہ صلعم نے
حجۃ الوداع کیا اور عقبہ حجون پر گذری یہانتک کہ حضرت عایشہ نے
فرمایا کہ پھر آپ خوش خوش ہنستے لوٹے اور فرمایا کہ اپنی والدہ کی
قبر پر گیا اور خدا سے اونکو زندہ کرنے کا سوال کیا اوسنے زندہ
کر دیا وہ مجھپر ایمان لائین اور ایک گروہ نے حدیث کی تصحیح کی
لیکن حضرت عایشہ کی حدیث اور دوسری حدیثون مین جو
دربارہ عدم اذن ہین جمع یون ممکن ہی کہ آنحضرت پہلی منع کیے گئے پھر
اونکی والدہ زندہ کی گئین اور وہ ایمان لائین تو حدیث حضرت
عایشہ اپنی مخالف حدیثون کی ناسخ ہوگی جیسا کہ سیوطی نے

في الرسالتين بقوله وقد جعل هؤلاء الائمة الذين
صححوا حديث عائشة هذا الحديث ناسخا للاحاديث
الواردة بما يخالف ذلك ونصوا على انه متاخر عنها
فلا تعارض بينه وبينها فقول هؤلاء الائمة معتبر
وقول النافين لا يسمع لان المثبت مقدم على
النافي واما ما روى مسلم عن انس حديث ان ابي
واباك في النار فهو ايضا منسوخ بما ذكرنا انفا
في نسبه صلعم نفيها وروى مسلم من طريق حماد بن سلمة
عن انس ان رجلا قال يا رسول الله اين
ابي قال في النار فلما قفى دعاه فقال ان ابي
واباك في النار لم يتفق عليه الرواة وانما
ذكره حماد بن سلمة عن ثابت وقد خالفه
معمر عن ثابت فلم يذكر ان ابي واباك في النار
ولكن قال له اذا مررت بقبر كافر فبشره بالنار
وهذا اللفظ لا دلالة فيه على والده صلعم
بامر البتة وهو اثبت من حيث الرواية فان
معمرا اثبت من حماد ثم قال وجدنا الحديث
ورد من حديث سعد بن ابي وقاص
بمثل لفظ رواية معمر عن ثابت عن انس

اپنے دو رسالوں میں یوں قول ذکر کیا ہے کہ اون
ان ائمہ نے جنہوں نے حدیث عائشہ کو صحیح مانا
اس حدیث سے اوسکی مخالف حدیثوں کو اس لیے
منسوخ کیا ہے کہ وہ اون سے متاخر ہے پس ان میں اور انمیں
تعارض نہیں تو ان ائمہ کا قول معتبر ہو اور نفی کرنیوالوں کا
قول غیر مسموع کیونکہ مثبت نافی پر مقدم ہے لیکن مسلم نے
انس سے جو روایت کی کہ ابی واباک فی النار تو وہ بھی
اوسی سبب سے ہے کہ شانی کی عبارت آنحضرت صلعم کی نسبت
اوسکے خلاف ہے اور مسلم نے بطریق حماد بن سلمہ انس سے روایت کیا
کہ ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ میرا باپ کہاں ہے
فرمایا دوزخ میں جب وہ لوٹا تو پھر اوسکو بلایا اور فرمایا کہ
میرا اور تیرا باپ دوزخ میں ہے یہ حدیث متفق علیہ نہیں اوسے
حماد بن سلمہ نے ثابت سے ذکر کیا اور معمر نے ثابت سے اوسکے
مخالف یوں ذکر کیا کہ فلم یذکر ان ابی واباک فی النار
لیکن اوس سے یہ فرمایا کہ جب تو کسی کافر کی قبر پر گذرے تو اوسکو
دوزخ کی بشارت دے اور یہی الفاظ ہیں جنمیں آنحضرت صلعم کے والد پر
کسی طرح کوئی دلالت نہیں اور یہ حیثیت روایت اثبت ہے کیونکہ
معمر حماد سے اثبت ہیں پھر کہا ہمنے ایک حدیث پائی جو سعد
ابن ابی وقاص سے مروی ہے وہ ویسی ہی ہے جیسی معمر نے ثابت سے انس سے

فروى البزار والطبراني والبيهقي من طريق
ابراهيم ابن سعد عن الزهري عن عامر
ابن سعد عن ابيه ان اعرابيا قال لرسول
الله صلعم اين ابي قال في النار قال فاين
ابوك قال حيث مررت بقبر كافر فبشره بالنار
وهذا الاسناد على شرط الشيخين فتعين
الاعتماد على هذا اللفظ وتقديمه على غيره
وقد زاد الطبراني والبيهقي في آخره قال
فاسلم الاعرابي بعد فقال لقد كلفني رسول
الله تعبا ما مررت بقبر كافر الا بشرته بالنار
انتهى وقال الشيخ ابن حجر في شرح الهمزية
ما ملخصه وحديث مسلم قال رجل
يا رسول الله اين ابي قال في النار فلما
قفا دعاه فقال ان ابي واباك في النار
واظهر تاويل عندي انه اراد بابيه عمه
ابا طالب لما تقرر ان العرب تسمي العم ابا
وقرينة المجاز فيه الآية الآتية الشاهدة
بخلافه على اصح محاملها عند اهل السنة
وان عمه الذي كفله بعد جده عبد المطلب

انس نے روایت کی پس بزار و طبرانی و بیہقی نے طریق ابراہیم
بن سعد سے انہوں نے زہری سے انہوں نے عامر بن سعد سے انہوں
نے اپنے باپ سے روایت کی کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلعم سے
پوچھا کہ میرا باپ کہاں ہے فرمایا کہ دوزخ میں کہا کہ اور آپکا
فرمایا کہ جب تو کسی کافر کی قبر پر گذرے تو اسکو دوزخ کی بشارت
دے اور یہ اسناد بشرط شیخین ہیں تو اس لفظ پر اعتماد اور
اپنے غیر پر اسکے تقدیم متعین ہوئی اور طبرانی و بیہقی نے اسکے
آخر میں یہ زیادہ کیا پھر اعرابی اسلام لایا اور کہا کہ مجھکو
رسول اللہ صلعم نے تعب دیا کسی کافر کی قبر پر میں نہیں گذرا
مگر اوسکو دوزخ کی بشارت دی انتہی اور شیخ ابن حجر نے شرح
ہمزیہ میں کہا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ مسلم کی حدیث میں ہے کہ ایک
مرد نے کہا یا رسول اللہ میرا باپ کہاں ہے فرمایا کہ دوزخ میں
میرے نزدیک ظاہر اس کی تاویل یہ ہے کہ آپ نے
ابیہ سے اپنے چچا ابوطالب کو مراد لیا اس لیے کہ
عرب چچا کو باپ کہتے ہیں اور اہل سنت کے نزدیک
قرینہ مجاز آیندہ آیت میں صحیح محمل پر اسکے خلاف
شاہد ہے اور چچا وہ تھے جنہوں نے عبدالمطلب کے بعد
آپ کو پرورش کیا یا قبل آپ پر اس آیۃ وما کنا
معذبین نازل ہونے کے ہو جیسا کہ مروی ہے

اوکان ذلک قبل ان ینزل علیه وما کنا
معذبین کما وقع انه سئل عن اطفال المشرکین
فقال هم مع ابائهم ثم سئل عنهم فذکرانهم
فی الجنة انتهی ویمکن انه اراد بهذا النار
بالنسبة الی ابیه نار التطهیر التی هی لبعض
عصاة المومنین وانما اطلقها التسلیة لذلک
الرجل لما رأه غضبان فهو من باب التعریض
خشیة ان یرتد ولا یلزم من ذلک الکفر واما
حدیث امی مع امکما فهو ضعیف وتصحیح الحاکم
له ردّه فی الدرر بقوله وتعقبه الذهبی وایضا
قال عبد الحلیم فی رسالة فی اسلام اباء الکرام
واما حدیث امی مع امکما فضعفه الدار قطنی
فبیّن الذهبی ضعفه وحلف علیه یمینا
شرعیا انتهی علی ان ذکر المعیة فی النار لا یلزم
منه الکفر بل یتعین حمله علی نار التطهیر کما
تقدم ذلک فی حدیث ان ابی واباک ومما
یرد ما ذکروه من الدلائل ایضا ما تقرر فی القواعد
الاصولیة والکلامیة باتفاق الاشاعرة من
ان اهل الفترة ناجون وانهم فی الجنة ومرد و

آپ سے مشرکین کے لڑکون کی بابت پوچھا گیا تو فرمایا
کہ وہ اپنے باپون کے ساتھ ہین پھر پوچھا گیا تو فرمایا کہ
وہ جنت مین ہین اور ممکن ہے کہ اس آگ سے جسے اپنے
والد کی طرف منسوب کیا نار تطہیر مراد لی ہو جو بعض گنہگار
مومنین کے لیے ہے اور یہ آپنے اوس شخص سے اوسے غضبناک
پاکر بطور تسلی کہا ہو محض اس اندیشے سے کہ کہین مرتد نہو جاے
اس سے کفر لازم نہین آتا لیکن حدیث امی مع
امکما تو یہ ضعیف ہے اور حاکم کی تصحیح کو درر مین
اپنے اس قول سے کہ وتعقبہ الذہبی رد کیا ہے
نیز عبد الحلیم نے اپنے رسالہ اسلام آباء الکرام مین
لکھا ہے کہ حدیث امی مع امکما کو دارقطنی نے
ضعیف کیا ہے اور ذہبی نے اوس کا ضعف
بیان کیا اور اوسپر قسم شرعی کھائی انتہی - علاوہ
اسکے ذکر معیت فی النار کفر کو لازم نہین بلکہ اسکا
قیاس نار تطہیر پر کیا جائے گا جیسا کہ حدیث ان
ابی واباک مین گذرا اور راون کے دلائل یون
رد ہوتے ہین کہ قواعد اصولیہ وکلامیہ مین
باتفاق اشاعرہ مقرر ہے کہ اہل فترت ناجی
اور جنتی ہین نیز اس طرح بھی کہ بنی آدم مین اصل

ايضاً بان الاصل في بني آدم الاسلام لوجهين احدهما ان آدم مسلم وثانيهما قوله صلعم ما من مولود يولد الا على فطرة الاسلام وهو قوله تعالى الست بربكم قالوا بلى وكذا في نوح وابراهيم الاسلام بوجهين احدهما انهم على فطرة الاسلام وثانيهما انهما مسلمان الا ترى ان كل من ولد في قوم فهو على دينهم حتى يثبت من الخارج خلافه فمن ولد في المسلمين فهو مسلم ومن ولد في اليهود والنصارى فهو منهم وهذا شايع الى زماننا هذا ويترتب عليه الاحكام فمن تكلم بكفر اولاد المسلمين فعليه اثبات الذي يعارض هذا الحكم والتحقيق في ولد ابراهيم انهم على ملته وما بعث اليهم رسول سوى اسمعيل وهو على ملة ابيه وملته ما نسخت وباقية الى زمن نبينا صلعم بل ملة نبينا هي ملة ابراهيم لقوله تعالى ملة ابيكم ابراهيم هو سمّٰكم[1] المسلمين وقوله اتبع ملة ابراهيم[2] حنيفا

اسلام ہے بدو وجہ ایک یہ کہ حضرت آدم مسلم تھے دوسرے یہ کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ کوئی مولود ایسا نہیں جو فطرۃ اسلام پر نہ پیدا ہوتا ہو اور وہ اللہ تعالی کا یہ ارشاد ہے کہ الست بربکم قالوا بلى اور اسی طرح اولاد حضرت نوح و ابراہیم مین بہی اسلام دو وجہون سے ہے ایک یہ کہ وہ لوگ فطرۃ اسلام پر تھے دوسری یہ کہ وہ دونون مسلم تھے کیا تمکو یہ نہین معلوم کہ جو کسی قوم مین پیدا ہو وہ اونہین کے دین پر ہے جب تک بظاہر اوسکے خلاف ثابت نہ ہو تو جو شخص مسلمانون مین پیدا ہوا وہ مسلم ہے اور جو یہود و نصاری مین پیدا ہوا وہ اونہین سے ہے اور یہ اب تک شایع ہے اور اسی پر احکام مترتب ہوتے ہین تو جو کوئی مسلمانونکی اولاد کی کافر ہونیکے متعلق کہے وہ اس حکم کی خلاف ثابت کرے اور اولاد حضرت ابرہیم کے متعلق تحقیق یہ ہے کہ وہ اونکے مذہب پر تھی اور اونکی پاس بجز حضرت اسمعیل کی کوئی رسول نہین بہیجا گیا اور وہ بہی اپنے والد کی تبع تھے اور اونکا مذہب منسوخ نہین ہوا ہمارے حضرت کے زمانہ تک باقی رہا بلکہ آنحضرت کی ملت ملت ابراہیمی ہی تھی جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ ملة ابیکم الخ یا اتبع ملة الخ

[1] کیا مین تمہارا پروردگار نہین ہون کہا سب نے ہان ہے ١٢ [2] تمہارے باپ ابراہیم کے مذہب کو (تمہارا مذہب بنا دیا ہے) اوس نے پہلے سے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے ١٢ [3] پیروی کر مذہب ابراہیم کی جو شرک سے پاک ہے ۔

فعلى هذا كلهم مسلمون الا من يثبت كفره
وليسوا من اهل الفترة بل على الفطرة
واما قولى منصوصة فلان النص ما ازداد
وضوحا على الظاهر بمعنى فى المتكلم نحو قوله
تعالى فانكحوا ما طاب لكم من النساء الاية
فانه ظاهر فى الاطلاق ونص فى بيان العدد لان
سيق الكلام لاجله كذا فى الحسامى علم منه
ان زيادة وضوح النص على الظاهر بسوق
الكلام لاجل المعنى الظاهر من نفس الصيغة
ولا شك ان الكلام ههنا سيق لحصر العبادة
فى الله والاحسان الى الوالدين ومنه الدعا
بالرحمة المامور به فى قوله وقل رب ارحمهما
وذلك هو الظاهر من لفظ الاية واما قولى
مفسرة فلان المفسر ما ازداد وضوحا على
وجه لا يبقى فيه احتمال التخصيص والتاويل
كذا فى كتب الاصول فزيادة وضوحه على النص
هو عدم احتماله التخصيص والتاويل فان الالف
واللام فى الوالدين للاستغراق بحسب هذه

اسلیے سب مسلمان تھے بجز اونکے جنکا کفر ثابت ہوا او
اہل فترت مین نہین تھے بلکہ فطرۃ پر تھے اور میرا قول یا
منصوصۃ اس لیے ہے کہ نص وہ ہے جو بہ نسبت ظاہر متکلم
معنًا وضاحت بڑہا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد
کہ فانکحوا الآ پس یہ اطلاق مین ظاہر ہے اور بیان
عدد مین نص کیونکہ سیاق کلام اسی لیے ہے جیسا
کہ حسامی مین ہے اس سے یہ معلوم ہوا کہ وضوح
نص کی ظاہر پر زیادتی ہی سیاق کلام ہے کیونکہ
نفس صیغہ سے معنی ظاہر ہین اور بیشک یہان پر کلام
حصر عبادت فی اللہ واحسان الی الوالدین و دعا
رحمت کے لیے سیاق ہے جسپر وقل رب ارحمہما
مین حکم کیا گیا ہے اور یہی لفظ آیۃ سے ظاہر ہے
اور میرا قول مفسرۃ اس لیے ہے کہ مفسر وہ ہے
جو ایسی وضاحت بڑہا وے جس سے احتمال تخصیص
وتاویل باقی نہ رہے جیسا کہ کتب اصول مین ہے
تو نص پر اوسکی زیادہ وضاحت یہی عدم احتمال
تخصیص وتاویل ہے اور یہان پر احتمال تخصیص
وتاویل بھی نہین ہے کیونکہ والدین میں الف لام

سلہ پس نکاح کرو تم جو تم کو بھلی معلوم ہوں عورتوں سے ۱۲

القاعدة الاصولية وهو قولهم لام التعريف
اما للعهد الخارجي والذهني واما للاستغراق
الجنس واما لتعريف الطبيعة لكن العهد
هو الاصل ثم الاستغراق ثم تعريف الطبيعة
كذا في التوضيح فاذا لم يتحقق العهد تعين
الاستغراق فيشتمل كل والدين فهو بحسب
ظاهره عام مستغرق لجميع افراده لكن يحتمل فيه
احتمال التخصيص وارادة البعض فلما وردت
الاحاديث المصرحة باسلام الكل يثبت ان
المراد العموم وارتفع احتمال التخصيص والعام
يثبت فيه الحكم قطعا فتحقق قطعية دخول
كل ابائه في عموم والديه اصالة وقيل
رب احدهما فان قيل اطلاق لفظ الوالدين
حقيقة انما هو على الطبقة الاولى وعلى ما فوق
مجاز واستغراق اللفظ حقيقته ومجازه
لا يصح قلنا استعمال اللفظ في حقيقته ومجازه
المتعارفين معا جائز عند الشافعي اذا لم يتناف
المعنيان فكيف اذا دل الدليل على ارادة
الكل واما عند ابي حنيفة فهو من باب عموم

یہ قاعدہ اصولی استغراقی ہے اور اصولیون کا یہ قول ہے
کہ لام تعریف یا عہد خارجی یا ذہنی کے لیے ہے یا
استغراق جنس یا تعریف طبیعت کے لیے لیکن عہد
اصل ہے پھر استغراق پھر تعریف طبیعت ایسا ہی توضیح
مین ہے لہذا جب لام عہد ثابت نہ ہوگا تو لام استغراق
مقرر ہوگا جو کل والدین کو شامل اور بظاہر عام اور
اوسکے کل افراد کو مستغرق ہوگا لیکن اوسمین احتمال تخصیص
و ارادہ بعض باقی رہیگا پس جب احادیث مصرحہ اسلام
کے متعلق وارد ہونگی تو یہ ثابت ہوگا کہ عموم مراد ہے اور
احتمال تخصیص و نہ رہ جائیگا اور عام مین حکم قطعا ثابت ہوگا
پس والدین کے عموم مین کل آباء و اجداد کا
داخل ہونا قطعی طور پر متحقق ہے اگر یہ کہا جاوے کہ لفظ والدین
کا اطلاق طبقہ اولی پر حقیقۃ اور اوسکے مافوق پر مجازا ہے
اور استغراق لفظ حقیقت و مجاز مین ایک ساتھ صحیح نہین تو
ہم کہینگے کہ لفظ کا استعمال اپنے حقیقت و مجاز متعارف
مین ایک ساتھ امام شافعی کے نزدیک جائز ہے اگر دونون
معنی ایک دوسرے کے منافی نہ ہون پس کیون نہ
جب دلیل ارادہ کل پر دلالت کرے لیکن امام ابو حنیفہ
کے نزدیک وہ باب عموم مجاز سے ہے اگر کہا جاوے

المجاز فان قيل يحتمل ان الالف واللام ههنا
بدل المضاف اليه وان المعنى ولوالديكم
احسانا وقل رب ارحم والدى فكيف يكون
للاستغراق قلنا فعلى هذا الوالدان مضاف
الى الضمير المبدل عنه الالف واللام فهما لا
تكون عهدية واستغراقية كما قال الچلپى فى
حاشية البيضاوى فى سورة ابراهيم الاضافة
كلام التعريف تكون عهدية وجنسية فحيث
لا عهد تحمل على الاستغراق انتهى فحملها
على الاستغراق يكفى فيه عدم ظهور العهد
فكيف اذا دلت الدليل على ارادة الاستغراق
فثبت الاستغراق والعموم من هذا الوجه
ايضا وحكم العام المحتمل الخصوص عند
بعض العلماء الوقف حتى يظهر ما يدل على
ارادة العموم والخصوص فهو عنده مجمل
كما ذكره البزدوى فالوالدان ههنا يكون مجملا
فى ان المراد كل السلسلة او بعضها فالدلائل
المثبتة للاستغراق بيّنت المراد وفسرت
الاجمال وصارت الآية قطعية من هذا الوجه

کہ یہان پر الف ولام بدل مضاف الیہ کو محتمل ہے
جسکے معنی یہ کہ ولوالدیکم الخ لہذا استغرق کریسے
کیسے ہوگا تو ہم کہین گے کہ اس حالت مین والدان
ضمیر مبدل عنہ کی طرف مضاف ہوگا لام تعریفی اور
اضافت دونون عہدی و استغراقی ہوسکتے ہین جیسا کہ
چلپی نے حاشیہ بیضاوی مین سورۂ ابراہیم مین کہا کہ
اضافت لام تعریف کی طرح عہدی و جنسی بہی ہوتی
ہے تو جہان عہد نہین وہان استغراق پر محمول ہوگی انتہی
تو حمل استغراقی مین عدم ظہور عہد کافی ہے جب دلیل
ارادۂ استغراق پر دلالت کریگی تو استغراق و عموم
اس وجہ سے بہی ثابت ہوگا اور حکم عام محتمل خصوص
بعض علما کے نزدیک توقف ہے جبتک وہ چیز جو
ارادۂ عموم و خصوص پر دلالت کرتی ہے ظاہر ہوجاے
پس بعض کے نزدیک مجمل ہے جیسا کہ بزدوی نے
ذکر کیا تو والدان یہان مجمل ہوگا اس امر مین کہ مراد
کل یا بعض سلسلہ ہے پس دلائل مثبتہ استغراق نے
مراد ظاہر کردی اور اجمال کی تفسیر کردی اور اس
وجہ سے بہی قاعدۂ اصولی کے موافق یہ آیۃ
قطعی ہوگئی عنایہ مین ہے کہ خبر واحد جب بیان

ایضاً بحسب القاعدة الاصولية قال في العناية
خبر الواحد اذا لحق بيانا للمجمل كان الحكم بعده
مضافا الى المجمل دون البيان انتهى -
اما قولي محكمة في اسلام والدي النبي صلعم الى
آدم فلان المحكم ما ازداد قوة واحكم المراد
منه عن التبديل والتبديل لا تكون الا بالنسخ
ولا نسخ ههنا في حق الوالدين فان قوله
وبالوالدين احسانا وقل رب ارحمهما لفظ عام
وقد تقدم ان المراد استغراق افراد الوالدين
الى آدم ثم انه مع ذلك عام في الوالدين
المسلمين والكافرين وقد كانت الصحابة
يستغفرون لآبائهم الكفار وكذلك استغفر صلعم
لعمه ابي طالب حتى نزلت ما كان للنبي الخ
وآية وما كان استغفار واستغفر لهم او
لا تستغفر لهم فهذه الآيات صارت ناسخة
لطلب الرحمة للكافرين من الآية الاولى
ولكن لسبب ورود النسخ اشتبه على النبي صلعم
المراد من وقل رب ارحمهما في حق والديه
بالخصوص وحكمه باق في حقهما لكونهما مسلمين

مجمل کے لاحق ہو تو حکم اوس کے بعد مجمل کی طرف
مضاف ہوگا نہ بیان کی طرف انتہے۔ لیکن میرا
یہ قول کہ محکمة فی اسلام الخ یہ اس لیے ہے
کہ محکم وہ ہے جس کے معنی زوردار ہون اور مراد قوی
اوس سے تبدیل ہے اور تبدیل بغیر نسخ ناممکن اور نسخ
یہان پر حق والدین مین ہی نہین کیونکہ جناب باری کا
ارشاد وبالوالدین الخ لفظ عام ہے اور اوپر گذر چکا
کہ افراد والدین کا استغراق آدم تک مراد ہے علاوہ
اس کے یہ والدین مسلمین وکافرین مین عام ہے صحابہ
آبا کفار کے لیے استغفار کیا کرتے تھے آنحضرت صلعم نے
بھی اپنے چچا ابو طالب کے لیے استغفار کیا تا آیات
ما کان استغفار اور استغفر لهم او لا
تستغفر لهم نازل ہوئین تو یہ آیتین کفار کے
حق مین استغفار کرنے کے لیے پہلی آیۃ سے ناسخ
ہوئین لیکن بسبب ورود نسخ آنحضرت پر یہ امر مشتبہ
ہوا کہ قل رب ارحمهما سے اونکے والدین
ہی کے حق مین خصوصا مراد ہے اور اوس کا حکم
اون کے حق مین بوجہ اون کے مسلمان ہونیکے
باقی ہے یا عدم اسلام سے منسوخ ہو تو یہ آیتین

او منسوخ بعدم اسلامهما فصارت الآيات
في حقهما مجملة ولهذا الاشتباه كان صلعم يقول
ياليت شعري ما فعل ابواي على تقدير ثبوته
فبعد ذلك اخبر صلعم باسلامهما فزال اجمال
هذه الآية وصارت محكمة في اسلامهما۔

الفصل الثاني اعلم انه قال صلعم ولدت
من نكاح لا من سفاح السفاح هو الزنا في
رد المحتار حاشية در المختار قوله صلعم ولدت
من نكاح لا من سفاح اي لا من زنا والمراد
به نفي ما كانت عليه الجاهلية من ان المرأة
تسافح رجلا مدة ثم يتزوجها او قد استدل
بالحديث المذكور في الفتح ايضا ووجهه انه صلعم
سمى ما وجد قبل الاسلام من انكحة الجاهلية
نكاحا ولا يقال انه فيه اساءة ادب لاقتضا
كفر الابوين الشريفين مع ان الله احياهما له
وامنا به كما ورد في حديث ضعيف لانا نقول
ان الحديث اعم بدليل رواية الطبراني وابي نعيم
وابن عساكر خرجت من نكاح ولم اخرج من
سفاح من لدن ادم الى ان ولدني ابي وامي

اون کے حق مین مجمل ہو گئین اسی اشتباہ سے آنحضرت
فرمایا کرتے تہے کہ کاش یہ معلوم ہو جاتا کہ میرے
والدین کے ساتھ کیا ہوا بر تقدیر اونکے ثبوت کے
پہر جب آنحضرت کو اونکے اسلام کی خبر دیگئی تو اس آیہ کا اجمال
جاتا رہا اور یہ آیہ اونکے ثبوت اسلام کے لیے مضبوط ہو گئی

دوسری فصل آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے کہ
مین نکاح سے پیدا ہوا نہ سفاح سے۔ سفاح یعنی زنا رد المحتار
حاشیہ در مختار مین ہے کہ آنحضرت صلعم کا ارشاد کہ مین نکاح سے
پیدا ہوا نہ سفاح سے یعنی زنا سے اس سے مراد رسم جاہلیت
کی نفی ہے وہ یہ کہ عورت مرد سے ایک مدت تک ملتی تہی
پہر نکاح کر لیتی تہی اور فتح مین بہی اسی حدیث سے استدلال
کیا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے نکاحہای جاہلیت
قبل اسلام کا نکاح نام رکہا یہ نہ کہا جائیگا کہ بوجہ اقتضا
کفر والدین آنحضرت صلعم اسمین بے ادبی ہے حالانکہ اللہ نے
اونکو آپکے لیے زندہ کیا اور وہ آپ پر ایمان لائے جیسا کہ
حدیث ضعیف مین ہے اسلیے کہ ہم کہین گے کہ حدیث عام ہے
بدلیل روایت طبرانی و ابی نعیم و ابن عساکر کہ مین نکاح سے
پیدا ہوا زنا سے نہین ہوا آدم سے اب تک حتی کہ میرے
ماں باپ نے مجکو پیدا کیا سفاح جاہلیت سے مجہی بالکل

لم يصبهم من سفاح الجاهلية شیٔ انتهی
فینبغی للعاقل ان یتیقن ان لیس فی ھذہ
السلسلۃ الشریفۃ کافر لان الکفر اشد من
الزنا فاذا لم یکن فیھا الزنا فکیف یکون الکفر
وایضاً الاسلام یعلی شرافۃ النسب کما ذکرہ
الفقہاء وقد فشی ذکر اسلامھما بین المتاخرین
وکان مستوراً عن المتقدمین اذ العلم نور
یقذفہ اللہ فی القلوب فاجمع رسالات
فی ھذا الباب وابدع مقالات جمعت فیھا
السؤال والجواب رسائل الشیخ جلال الدین
السیوطی فانہ کتب فی ھذہ المسئلۃ ستّ
رسائل وبسط فیھا المقالات والدلائل فقال
السیوطی اولاً فی الدیباجۃ الرسالۃ الثالثۃ
ھذا ثالث مؤلف الفتہ فی مسئلۃ والدی
رسول اللہ صلعم وھو اخصرھا واوجزھا فاقول
ذھب جمع کثیر من الائمۃ الاعلام الی انھما
ناجیان ومحکوم بھما بالنجاۃ فی الآخرۃ وھم
اعلم الناس باقوال من خالفھم وقال بغیر
ذلک ولا یقصرون عنھم فی الدرجۃ ومن

لگا و نہین ۔ تو عقلمند کو یقین کرنا چاہیے کہ اس سلسلہ شریفہ
مین کوئی کافر نہین کیونکہ کفر زنا سے سخت ہے جب زنا نہ ہوگی
تو کفر کیسے ہوگا نیز یہ کہ اسلام شرافت نسب بڑہاتا ہے جیسا کہ
فقہا نے ذکر کیا اور اون کے اسلام کا ذکر متاخرین
مین پھیلا متقدمین سے پوشیدہ تھا کیونکہ علم ایک
نور ہے جسکو اللہ قلوب مین ڈالتا ہے تو اس بارہ
مین شیخ جلال الدین سیوطی کے بطور سوال وجواب
نہایت جامع رسالے ہین اور اونہون نے اس
مبحث مین مدلل و بسیط چھہ رسالے لکھے اور اولاً
تیسرے رسالہ کے دیباچہ مین لکھا کہ مسئلہ والدین
رسول اللہ صلعم مین یہ میری تیسری مختصر مفید تالیف
ہے پس مین کہتا ہون کہ بہت سے مشہور ائمہ
اس طرف گئے ہین کہ وہ دونون ناجی ہین اور
اونکی آخرت مین نجات پانے کا حکم دیا گیا ہے
اور وہ لوگ مخالفین کے اقوال سب سے زائد
جانتے تھے اور اون سے درجہ مین کم نہین ہین
اور اون سے زیادہ کون آثار و احادیث کا حافظ
اور دلائل مستدلہ کا ناقد ہے کیونکہ وہ لوگ تمام
علوم کے جامع اور فنون پر حاوی ہین خصوصاً

احفظ الناس للاحاديث والآثار ومن انقد الناس للادلة التى استدل بها اولئك فانهم جامعون لانواع العلوم ومتضلعون من الفنون خصوصًا الاربعة التى يستمد منها هذه المسئلة فانها مبنية على ثلاث قواعد كلامية واصولية وفقهية وقاعدة رابعة مشتركة بين الحديث واصول الفقه مع ما يحتاج اليه من سعة الحفظ فى الحديث وصحة النقد له وطول الباع فى الاطلاع على اقوال الائمة وجمع متفرقات كلامهم فلا يظن بهم انهم لم يقفوا على الاحاديث التى استدل بها اولئك معاذ الله بل وقفوا عليها وخاضوا غمرتها واجابوا عنها بالاجوبة المرضية لا يردها منصف واقاموا لما ذهبوا اليه ادلة كالجبال الرواسى انتهت الديباجة ثم قال فيها وقد اختلف القائلون بالنجاة على سبل۔

السبيل الاول انهما لم تبلغهما الدعوة لانهما كانا فى زمن فترة عم الجهل فيها اهل

وہ چار فن جن سے اس مسئلہ مین مدد لی جاتی ہے پس وہ مبنی ہے تین قواعد کلامیہ و اصولیہ وفقہیہ پر اور چوتھا قاعدہ حدیث و اصول فقہ مین مشترک ہے مع اون چیزون کے جن کی حدیث شریف کی وسعت کے ساتھ حفظ کرنے اور صحت نقد اور اقوال ائمہ پر جو کچھ اطلاع ہو اوس پر طویل بحث کرنے اور اون کے متفرق کلام جمع کرنے مین ضرورت ہے تو اون پر یہ گمان نہین ہو سکتا کہ معاذ اللہ وہ اون احادیث مستدلہ سے واقف نہین تھے بلکہ واقف تھے اور اوسکی دشواریون مین خوض کیا اور بجوابات مرضیہ اوس کے جوابات دیے تھے جن کو کوئی منصف رد نہین کر سکتا اور جس امر کی طرف گئے اوس پر نہایت مضبوط دلائل قائم کیے دیباچہ تمام ہوا پھر کہا کہ قائلین نجات نے کئی طریقون سے اختلاف کیا ہے۔

پہلی سبیل۔ یہ کہ اونکو دعوت نہین پہونچی کیونکہ وہ اوس زمانہ فترت مین تھے جبکہ مشرق و مغرب والون

المشرق والمغرب فلم يكن اذ ذاك احد
يبلغ الدعوة على وجهها مع انها اقتضتا في
حداثة السن ولم يبلغا سنا يحتمل الوقوف
على الاخبار والفحص عنها بالاسفار فان والده
عاش نحو ثمان عشرة سنة ووالدته عاشت
نحو العشرين مع كونها مخدرة وحكم من
لم تبلغه الدعوة باتفاق الائمة الشافعية
من الفقهاء والائمة الاشاعرة من اهل
الكلام واصول الفقه انه يموت ناجيا
ويدخل الجنة نص على ذلك الامام الشافعي
انتهى قلت اصول الاشاعرة ان من مات
ولم تبلغه الدعوة يموت ناجيا واما الماتريدية
فان مات قبل مضى مدة يمكنه فيه التامل
ولم يعتقد ايمانا ولا كفرا فلا عقاب عليه
بخلاف ما اذا اعتقد كفرا ومات بعد المدة
غير معتقد شيئا نعم البخاريون من الماتريدية
وافقوا الاشاعرة وحملوا قول الامام لا عذر
لاحد فی الجهل بخالقه على ما بعد البعثة
واختاره المحقق ابن الهمام فی التحرير لكن

جہل پہیل گیا تہا اور کوئی ایسا بہی نہ تہا جو تبلیغ
دعوت کرتا علاوہ اسکے اون کی وفات شروع
جوانی مین ہو گئی اونکی عمر اتنی ہوئی نہین جو وہ خبرون
سے واقف ہوتے یا سفر کر کے تلاش کرتے اس لیے
کہ آپکے والد کی اٹہارہ اور والدہ کی تقریبًا بیس
سال کی عمر ہوئی باوجود اون کے مخدرہ ہونے کے
اور جس کو دعوت نہ پہونچی وہ باتفاق ائمہ فقہاے
شافعیہ و اشاعرہ اہل کلام و اصول فقہ ناجی ہے
اور جنت مین داخل ہوگا اسپر امام شافعی دلیل لاتے
ہین انتہٰی اور اصول اشاعرہ یہ ہین کہ جو بحالت دعوت
نہ پہونچنے کے مرے وہ ناجی ہے لیکن ماتریدیہ کے
نزدیک اگر اتنی مدت گذرنے سے پہلے جسمین تامل ممکن
تہا مر گیا اور نہ ایمان کا معتقد ہوا نہ کفر کا تو اوس پر
عذاب نہین بخلاف اوس کے جو کفر کا معتقد ہوا اور
کچہہ مدت کے بعد بلا کسی اعتقاد کے مر گیا البتہ
بخاریہ جو ماتریدی ہی ہین اشاعرہ کے موافق ہین
اور امام کے قول کو حمل کیا ہے کہ کسی کا عذر جہالت
خدا کی نسبت بعد البعثت چل نہین سکتا اور محقق ابن
ہمام نے اسے تحریر مین اختیار کیا ہے لیکن یہ توجیہ

هذا في غير من مات معتقدا الكفر فقد صرح
النووي والفخر الرازي بان من مات قبل البعثة
مشركا فهو في النار وعليه حمل بعض المالكية
ما صح من الاحاديث في تعذيب اهل الفترة
بخلاف من لم يشرك منهم ولم يوحد بل بقي
عمره في غفلة من هذا كله ففيهم الخلاف وبخلاف
من اهتدى منهم بعقله كقس بن ساعدة وزيد
ابن عمرو بن نفيل فلا خلاف في نجاتهم وعلى هذا
فالظن في كرم الله تعالى ان يكون ابواه صلعم
من احد هذين القسمين بل قيل ان اباءه
كلهم موحدون لقوله تعالى وتقلبك في
الساجدين لكن رواه ابو حيان في تفسيره
بانه قول الرافضة ومعنى الاية وترددك
في تصفح احوال المتهجدين فافهم وفي مناقب
الكردي من مات على الكفر ابيح لعنه الا
والدي رسول الله لثبوت ان الله احياهما
له حتى امنا به في شرح الهمزية لابن حجر
الهيتمي قوله لثبوت ان الله احياهما يعني
لثبوت ذلك في حديث ذكره غير واحد

جو معتقد کفر نہ مرے نووی و فخر رازی نے تصریح کی ہے
کہ جو کوئی قبل بعثت مشرک مرا وہ دوزخی ہے اور یہی
بعض مالکیہ کا قیاس ہے بوجہ اون احادیث صحیح کے
جو تعذیب اہل فترت کے متعلق ہیں بخلاف اوسکے
جو نہ مشرک ہوا اور نہ موحد اور عمر غفلت میں کٹی اوسکے
متعلق البتہ اختلاف ہے یا وہ لوگ جنہوں نے اپنی
عقل سے ہدایت پائی جیسے قس ابن ساعدہ و زید
بن عمر بن نفیل تو انکے نجات میں اختلاف نہیں اسی لیے
خدا کے کرم سے یہ امید ہے کہ آنحضرت صلعم کے والدین
بھی انہیں کسی قسم میں ہونگے بلکہ کہا گیا ہے کہ آپکے
کل آباء موحد تھے کیونکہ اللہ تعالے کا ارشاد ہے
کہ وتقلبک فی الساجدین لیکن ابو حیان نے
اپنی تفسیر میں اسکو رافضیہ کا قول کہہ کے رد کیا ہے اور معنی
آیۃ یہ کہے ہیں کہ تمہارا تردد تہجد گزاروں کے حالات پر نظر
کرنے میں اور مناقب کردی میں ہے کہ حالت کفر میں مرنے والے
پر لعنت مباح کی گئی بجز والدین آنحضرت کے اس ثبوت سے کہ
اللہ نے اونکو آپکے لیے زندہ کیا اور وہ آپ پر ایمان لائے
شرح ہمزیہ ابن حجر ہیتمی میں ہے کہ قولہ لثبوت ان اللہ
احیاھما یعنی بوجہ اسکے حدیث سے ثبوت کے جسکو ایک سے زیادہ

من الحفاظ ولم يلتفتوا لمن طعن فيه وهو
ان الله احياهما فآمنا به خصوصية لهما ومحل
كون الايمان لا ينفع بعد الموت في غير الخصوصية
وقد صح انه عليه السلام ردت عليه الشمس
بعد مغيبها فعاد الوقت حتى صلى العصر اداء
كرامة له فكذا هذا انتهى واحياء الوالدين بعد
موتهما لا ينافي كون النكاح كان في زمان الكفر
ولا ينافي ايضا ما نسب الى الامام في الفقه الاكبر
ولا ما في صحيح مسلم وكون الايمان عند المعاينة
غير نافع فكيف بعد الموت فذلك في غير الخصوصية
التي اكرم الله بها نبيه صلعم وقال العلماء الايات
والاحاديث ناسخة لكل ما خالفها من الاحاديث
في مسلم وغيره وقد مضى على هذه المسئلة
جماعة اخرهم امام الحفاظ ابن حجر العسقلاني
انتهى ما قال السيوطي۔
السبيل الثاني۔ ان الله احياهما له
فآمنا به وذلك في حجة الوداع وقد مال الى
هذا السبيل طائفة كثيرة من الائمة وحفاظ
الحديث واستندوا من حديث عائشة اخرجه

حفاظ نے ذکر کیا ہے اور جسنے اسمین طعن کیا اوسکی طرف متوجہ
نہین ہوے اور وہ یہ کہ اللہ نے اونکو زندہ کیا اور وہ ایمان لائے
یہ اونکی خصوصیت تہی اور وہ محل جہان پر ایمان بعد موت
نافع نہین خصوصیت کے علاوہ ہی اور بیشک صحیح ہو کہ آنحضرت پر
آفتاب بعد غروب کے پہیرا گیا اور وقت لوٹ آیا اور آپنے
نماز عصر پڑہی تو جیسے وہ آپکی بزرگداشت کے لیے ہوا ویسے
یہ بہی اور حیات والدین بعد موت نکاح زمانہ کفر کی منافی
نہین اور نہ اوسکے منافی جو فقہ اکبر مین امام کی طرف
منسوب کی گئی اور نہ اوسکی جو صحیح مسلم مین ہے اور ایمان کا
وقت معاینہ غیر نافع ہونا تو پہر بعد موت کیسے ہو سکتا ہے
تو یہ اوس خصوصیت کی علاوہ ہے جس سے اللہ تعالے نے
اپنے نبی صلعم کو بزرگ کیا اور علمانے کہا کہ آیات و احادیث
اون کل باتونکی ناسخ ہین جسکے مخالف حدیثین مسلم وغیرہ مین
ہین اور اس مسئلہ پر ایک جماعت گذری جنکے آخر امام حفاظ
ابن حجر عسقلانی ہین۔ قول سیوطی تمام ہوا۔
دوسری سبیل۔ یہ کہ اللہ نے اونکو آنحضرت صلعم کے لیے
زندہ کیا اور وہ اونپر ایمان لائے اور یہ واقعہ حجۃ الوداع مین
ہوا اور اسکی طرف بہت سی ائمہ و حفاظ حدیث مائل
ہوے ہین اور حدیث حضرت عائشہ سے استناد کیا ہے

ائمة وجعلوه ناسخا لما خالفه من الاحاديث
ونصوا على انه متاخر عما خالفه وقد ايد بعضهم
بالقاعدة التي اتفق عليها الامة انه ما اوتي
نبي من الانبياء معجزة الا واوتي نبينا صلعم
مثلها وقد احيا الله لعيسى الموتى من قبورهم
ولموسى قتيل بني اسرائيل ولم ينقل عن
نبينا من ذلك غير هذه القصة فلا بد ان تكون كذلك

السبيل الثالث - انهما كانا على التوحيد
ودين ابراهيم كما كان على ذلك طايفة من
العرب كزيد ابن عمرو ابن نفيل وقس ابن ساعدة
وغيرهما ومشى على هذا الطريق الامام فخر الدين
الرازي وزاد ان اباء النبي كلهم الى ادم على التوحيد
لم يكن فيهم مشرك انتهى ومويد هذا القول
احاديث منها ما اخرج البيهقي والطبراني وابو نعيم
عن ابن عمر قال قال رسول الله صلعم ان الله
خلق الخلق فاختار من الخلق بني ادم واختار
من بني ادم العرب واختار من العرب مضر
واختار من مضر قريش واختار من قريش بني هاشم
واختارني من بني هاشم فانا من خيار الى خيار

جسکو ائمہ نے روایت کیا اور اوسے اوسکی مخالف حدیثون کا
ناسخ کیا اور اس امر پر دلیل لائے کہ وہ اپنی مخالف سے متاخر ہے اور
بعض نے اوسکی تایید اوس قاعدہ سے کی ہے جس پر امت متفق ہوئی ہے
جو یہ ہے کہ کسی نبی کو ایسا معجزہ نہیں دیا گیا جو آپکو نہ دیا گیا ہو اللہ نے
عیسے علیہ السلام کے لیے مُردون کو قبر سے اور موسی علیہ السلام کے
لیے قتیل بنی اسرائیل کو زندہ کر دیا اور ہمارے حضرت سے ایسا
کوئی معجزہ بجز اسکے منقول نہیں لہذا ضرور ہے کہ ایسا ہوا ہو

تیسری سبیل - یہ کہ وہ توحید و دین ابراہیمی پر تھے
جسپر اکثر اہل عرب تھے جیسے زید ابن عمر بن نفیل
و قس بن ساعدہ وغیرہ اور اسی طرف امام فخر الدین
رازی گئے ہین اونہون نے اتنا اور کہا ہے کہ آبا
نبی صلعم حضرت آدم تک سب موحد تھے کوئی مشرک
نہ تہا اور اس قول کی موید حدیثین ہین جن مین سے
یہ ہے جو بیہقی و طبرانی و ابو نعیم نے حضرت ابن
عمر سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ نے
خلق کو پیدا کیا اور اوس مین بنی آدم کو چھانٹ
کیا اور بنی آدم سے عرب اور عرب سے مضر
اور مضر سے قریش اور قریش سے بنی ہاشم
اور بنی ہاشم سے مجکو تو مین بہتر سے بہتر ین ہون -

واخرج البيهقي عن محمد ابن علي ان رسول
الله صلعم قال كذا واخرج البيهقي والطبراني
وابو نعيم عن ابن عباس قال قال رسول الله صلعم
ان الله قسم الخلق قسمين فجعلني في خيرهما
قسما ثم جعل القسمين اثلاثا فجعلني في خيرها
ثلثا ثم جعل الاثلاث قبائل فجعلني في خيرها
قبيلة ثم جعل القبائل بيوتا فجعلني في خيرها
بيتا واخرج البيهقي وابن عساكر من طريق مالك
عن الزهري عن انس ان النبي صلعم قال ما
اقترق الناس فرقتين الا جعلني الله في خيرهما
فاخرجت من بين ابوي فلم يصبني شيء من
الجاهلية وخرجت من نكاح ولم اخرج من
سفاح من لدن آدم حتى انتهيت الى ابي
وامي فانا خيركم ابا واخرج الترمذي وحسنه
البيهقي وابو نعيم عن العباس بن عبد المطلب
قال قال رسول الله صلعم ان الله حين خلقني
جعلني من خير خلقه ثم حين خلق القبائل
جعلني من خيرهم قبيلة وحين خلق الانفس جعلني
من خير انفسهم ثم حين خلق البيوت جعلني من خير بيوتهم

اور بیہقی نے محمد بن علی سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے
ایسا ہی فرمایا اور بیہقی و طبرانی و ابو نعیم نے حضرت ابن عباس سے
روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے خلق کو دو قسموں پر تقسیم
کیا اور مجھکو بہترین قسم میں کیا پھر دونوں کا ثلث کیا اور جو
اون میں بہتر تھا اوسمیں مجھکو رکھا پھر اونکے قبائل بنائے
اور مجھکو بہترین قبیلہ میں رکھا پھر قبائل کے گھر بنائے اور مجھکو
بہترین گھر میں رکھا اور بیہقی و ابن عساکر نے بطریق مالک
زہری سے اور اونہوں نے انس سے روایت کی کہ
آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ہمیشہ لوگ فرقہ فرقہ ہوئے گئے اور
بہترین فرقہ میں مجھکو اللہ نے رکھا یہانتک کہ میں اپنے
ماں باپ سے پیدا ہوا اور مجھکو جاہلیت کی کسی چیز سے
لگاؤ نہیں اور میں نکاح سے ہوا نہ زنا سے آدم سے لیکر
اپنے ماں باپ تک پس میں تم لوگوں سے نسب میں اچھا
ہوں اور ترمذی نے روایت کی اور بیہقی نے اس روایت کو
حسن قرار دیا اور ابو نعیم نے عباس بن عبد المطلب سے
کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ نے جب مجھکو پیدا کیا تو
بہترین خلق میں رکھا پھر جب قبائل پیدا کیے تو بہترین
قبیلہ میں رکھا اور جب نفسوں کو پیدا کیا تو بہترین نفوس میں
رکھا پھر جب گھروں کو پیدا کیا تو بہترین گھروں میں رکھا

واخرج البخاری عن ابی هریرة ان رسول
اللہ صلعم قال بعثت من خیر قرون بنی آدم
قرناً فقرناً حتی بعثت من القرن الذی کنت فیه
واخرج ابو نعیم من طرق عن ابن عباس قال
قال رسول اللہ لم یزل ینقلنی من الاصلاب
الطیبة الی الارحام الطاهرة مصفی مهذباً
لا تنشعب شعبتان الا کنت فی خیرهما واخرج
مسلم والترمذی عن واثلة ابن الاسقع قال
قال رسول اللہ ان اللہ اصطفی من ولد
ابراهیم اسمعیل ومن اسمعیل بنی کنانة ومن
بنی کنانة قریشاً ومن قریش بنی هاشم واصطفانی
من بنی هاشم واخرج ابن سعد عن ابی صالح
عن ابن عباس قال قال رسول اللہ خیر العرب
مضر وخیر المضر بنو عبد مناف وخیر بنی عبد مناف
بنو هاشم وخیر بنی هاشم بنو عبد المطلب واللہ
ما افترق فرقتان منذ خلق اللہ آدم الا کنت
فی خیرهما واخرج البیهقی والطبرانی فی الاوسط
وابن عساکر عن عائشة قال قال رسول اللہ قال لی
جبرئیل قلبت الارض مشارقها ومغاربها فلم اجد

اور بخاری نے ابوہریرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے
فرمایا کہ میں بہترین قرون بنی آدم میں قرناً بعد قرن بھیجا گیا
ہوا یہانتک کہ اس قرن میں مبعوث ہوا جس میں کہ ہوں
اور ابونعیم نے کئی طریقوں سے ابن عباس سے روایت کی
کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میں ہمیشہ اصلاب طیبہ سے
ارحام طاہرہ میں صاف و مہذب منتقل ہوتا رہا اور جب
دو شاخیں ہوئیں تو میں بہتر شاخ میں ہوا اور مسلم و ترمذی نے
واثلہ بن اسقع سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا
کہ اللہ نے اولاد ابراہیم میں سے اسمعیل اور اولاد اسمعیل میں بنی کنانہ
اور بنی کنانہ میں قریش اور قریش میں بنی ہاشم اور بنی ہاشم میں
مجھکو برگزیدہ کیا اور ابن سعد نے ابی صالح سے انہوں نے
ابن عباس سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ
بہترین عرب مضر اور بہترین مضر بنو عبد مناف اور بہترین
بنو عبد مناف بنو ہاشم اور بہترین بنی ہاشم بنو عبد المطلب ہیں
اور خدا کی قسم آدم کے وقت سے ابتک جب کبھی دو گروہ
ہوئے تو میں بہتر گروہ میں ہوا کیا اور بیہقی و طبرانی نے
اوسط میں اور ابن عساکر نے حضرت عائشہ سے
روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مجھسے جبرئیل
نے کہا کہ میں روے زمین پر پھرا مگر کسی کو

افضل من محمد ولم اجد بنی اب افضل من
بنی هاشم واخرج ابن عساکر عن ابی هریرة قال
قال رسول الله صلعم ما ولدتنی بغی قط منذ خرجت
من صلب آدم ولم تنازعنی الامم کابرا عن کابر
حتی خرجت من افضل حیین من العرب
هاشم وزهرة کذا فی الخصائص انتهی فهذه
الاحادیث مصرحة بالاصطفا والافضلیة لکل
طبقة کان صلعم فیها من آدم الی ابویه فهم
کلهم مسلمون لما تقرر انه لا یتحقق الا باسلامهما
ومن جملة هذه الاحادیث حدیثا الصحیحین البخاری
ومسلم وان مثلهما غیرهما فی التنزیه لاشتراکهما
فی المعنی کحدیث ابن عباس ما بین نوح وآدم
من الآباء کانوا مسلمین او علی الاسلام وکحدیث
علی وابن عباس ما خلت الارض من بعد
نوح الخ وغیرهما من الاحادیث المصرحة باسلام
الآباء انتهی وایضا ذکر السیوطی فی مسلک الرابع
دلیلا آخر حیث قال ثم وجدت له ادلة قویة ما بین عام
وخاص والعام مرکب من مقدمتین احدهما حدیث
البخاری وثانیهما الحدیثان اللذان علی شرط الشیخین

محمد صلعم سے اور بنی ہاشم سے کسی قبیلہ کو افضل نہ پایا اور ابن عساکر نے
ابی ہریرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مجھکو ہرگز کبھی
بدکار عورت نے پیدا نہیں کیا جب کہ مین پشت آدم سے نکلا اور ہمیشہ
امتین ایک دوسرے سے جھگڑتی رہین یہانتک کہ مین بہترین
قبائل عرب ہاشم و زہرہ سے ظاہر ہوا جیسا کہ خصائص الکبری
مین ہی انتہی پس حضرت آدم سے اپنے والدین تک جس جس
طبقہ مین آپ تشریف لائے ہر طبقہ کی فضیلت و بزرگی
یہ حدیثین شاہد ہین تو وہ سب مسلمان تھے چنانچہ مسلم ہو چکا
کہ یہ امر بغیر اونکے اسلام کے ثابت نہین ہو سکتا او منجملہ
ان حدیثون کے دو حدیثین صحیح بخاری و مسلم کی ہین اور
ویسی ہی اور بھی تنزیہ مین چند و سنکے مضمون مین مشترک ہونے کے
جیسے ابن عباس کی حدیث کہ درمیان آدم و نوح کے آبا
مسلمان تھے یا اسلام پر تھے یا جیسے علی و ابن عباس کی
حدیث کہ ما خلت الارض الخ وغیرہ جو اسلام
آبا کی تصریح کرتی ہین انتہے سیوطی نے مسلک رابع مین ایک
دلیل اور بھی بیان کی ہے کہ اور مین نے اوسکے لیے قوی
دلیلین مابین عام و خاص پائی ہین پس عام دو مقدمون سے
مرکب ہین ایک حدیث بخاری اور دوسری
اون دو حدیثون سے جو بر شرط شیخین ہین

وحصل النتيجة منها ان كل السلسلة العالية
على التوحيد انتهى ملخصاً فهذه النتيجة ايضاً
التي لحقت الاية بيانا بمقتضى القاعدة الاصولية
المتقدمة فثبت ان هذه السلسلة مسلمة موحدة
لان كل السلسلة ثبت من وبالوالدين احسانا
بحيث الاستغراق واسلامهما ثبت من وقل
رب ارحمهما فان قيل كيف يتوجه اليه هذه الخطابات
مع ان ابويه وقت نزولها كانا ميتين فلم يبلغا عنده
الكبر ولم يتحقق التربية عنهما فلا يصدق فيه
فلا تقل لهما اف ولا تنهرهما وقل لهما قولا كريما
واخفض لهما جناح الذل من الرحمة - اقول لو كان
كذلك لزم ان كل من كان ابواه ميتين لا يتوجه
وبالوالدين احسانا وقل رب ارحمهما والدعاء بالرحمة
لهما من الاحسان فلو لم يتوجه هذه الخطابات
الى من مات ابواه لا يحسن ومن الاحسان طلب الرحمة
لهما وليس فليس فيتحقق ان هذه الخطابات عامة
يتعلق لكل ما يليق به فقوله ان لا تعبدوا الا
اياه يتعلق بالمومن والكافر وان ماتت ابواهما والاحسان
بالوالدين وطلب الرحمة لهما يتعلق بالمومنين

نتیجہ اوس سے یہ حاصل ہوا کہ پورا سلسلہ عالیہ توحید پر تھا انتہی تو یہ نتیجہ
بھی بیان آیت میں اوس قاعدہ اصولیہ کے مقتضی ہی جو بیان ہو چکا
لاحق ہوا تو ثابت ہوا کہ یہ سلسلہ مسلمہ موحدہ ہے کیونکہ پورا سلسلہ
بحیثیت استغراق وبالوالدین احسانا سے اور اونکا
اسلام وقل رب ارحمهما سے ثابت ہوا اگر یہ کہا
جاوے کہ یہ خطابات آپکی طرف کیسے منسوب ہونگی حالانکہ
آپکے والدین نزول آیت کے قبل وفات پا چکے تھے
اور بوڑھے نہیں ہوے تھے اور نہ تربیت اونسے ثابت
ہوئی تھی تو ہمین آیۃ فلا تقل لهما الخ صادق نہ آویگی
مین کہتا ہون کہ اگر ایسا ہوتا لازم آتا کہ جسکے ماں باپ
مرجاتے اوسکو وبالوالدین الخ پر توجہ نہ دلائی جاتی
حالانکہ دعاے رحمت اونکے لیے احسان ہے اگر
یہ خطابات اوسکی طرف نہ متوجہ ہوتے جسکے ماں باپ
مرگئے تو وہ اون سے احسان نہ کرتا جو اون کے لیے
طلب رحمت ہے اور جب یہ نہیں تو وہ نہیں لہذا ثابت
ہوا کہ یہ خطابات عام ہین اور ہر شخص سے جو اسکے لائق ہو
متعلق لہذا ارشاد ان لا تعبدوا الخ مومن وکافر کے
متعلق ہے اگرچہ اونکے ماں باپ مرچکے ہون اور
احسان بالوالدین وطلب رحمت مومنین سے متعلق

وان مات ابواہم ما لم یمنع منه کفرہما

ولا تقل لهما اف ولا تنهرهما واخفض لهما جناح الذل یتعلق بمن ابواه احیاء انتهى -

الفصل الثالث

واذا علمت هذا فنقول ما فی الفقه الاکبر ان والدا رسول اللہ صلعم ماتا علی الکفر فهو مدسوس علی الامام ویدل علیه ان النسخ المعتمدة لیس فیها شیء من ذلك وقال ابن حجر المکی فی فتاواه والموجود فیها ذلك لابی حنیفة محمد بن یوسف البخاری لا لابی حنیفة النعمان ابن ثابت الکوفی وعلی تسلیم ان الامام قال فمعناه انهما ماتا فی زمن الکفر وهذا لا یقتضی اتصافهما به - قلت لیس العجب من الالحاق فان الاشتراك فی الکنی ثابت لما فی القاموس ابو حنیفة کنیة عشرین من الفقهاء اشهرهم امام الفقهاء النعمان رضی اللہ عنه فیمکن ان یلحق احد منهم هذه ایضا کما لحق اکثر المسائل وطعنوا المخالفین بقلة الباع ومن اشتراك الکنیة وقعوا فی الشك فخبطوا تخبطوا ونسبوا المسئلة

اگرچہ اونکے ماں باپ مر چکے ہوں جبتک اوس سے مانع اونکا کفر نہ ہوا ور لا تقل لهما الخ اوس شخص سے متعلق جبکے ماں باپ زندہ ہوں -

تیسری فصل

جب تمکو یہ معلوم ہوگیا تو اب ہم کہتے ہیں کہ فقہ اکبر میں جو یہ ہے کہ والدین آنحضرت صلعم کفر پر مرے تو یہ امام پر مدسوس ہے اس دلیل کہ نسخہاے معتبرہ میں یہ کچھہ نہیں ہے ابن حجر کی اپنے فتاوے میں کہتے ہیں کہ یہ ابی حنیفہ محمد ابن یوسف بخاری کا قول ہے نہ ابی حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی کا اور اگر یہ مان بھی لیا جاے کہ یہ امام کا قول ہے تو اوسکے معنی یہ ہین کہ وہ زمانہ کفر میں مرے اور یہ اونکے کافر ہونیکا مقتضی نہیں انتہی میرے نزدیک کچھ عجب نہیں اگر یہ قول ملا دیا گیا ہو کیونکہ کنیت میں اشتراک ثابت ہے چنانچہ قاموس میں ہے کہ ابو حنیفہ بیس فقہا کی کنیت ہے سب میں زیادہ مشہور امام الفقہا نعمان رضی اللہ عنہ کی تو ممکن ہے کہ اون میں سے کسی نے اسے بھی ملا دیا ہو جیسے کہ اکثر مسائل ملا دیے ہین اور مخالفین نے ناسمجھی سے طعن کیا ہے اور کنیت مشترک ہونیکی وجہ سے شک میں پڑگئے اور خبط میں پڑکر وہ سمجھکر خبط

الی الامام الاعظم وفی الواقع لیس من
الامام کما نصوا علیہ الاعلام۔ واقول ایضا
لا یمکن ان یکون ھذا القول لابی حنیفۃ
رضی اللہ عنہ فانہ تقدم اقساما من الحدیث
علی القیاس وان کان ضعیفا بل تقدم اقوال
الصحابۃ علی رائہ کما ذکرہ الشیخ عبد الحق
فی فتح المنان انہ رضی اللہ عنہ تقدم اقساما
من حدیث علی القیاس ولیعمل بالحدیث
وان کان ضعیفا کحدیث القھقھۃ والتوضی
بالنبیذ مع ما فیھا من الضعف والالتباس
وجوز نسخ الکتاب بالمشھور من الحدیث
والاثر والعمل بالمراسیل من غیر توقف وتاویل
ولا یعمل بالقیاس [illegible]
القیاس [illegible]
وغیر مقبول کما حقق فی کتب الاصول [illegible]
یوجب تقلید الصحابۃ ویخص اقوالھم بالعمل
والاصابۃ وقال الامام المجتہد عبد اللہ
بن مبارک سمعت ابا حنیفۃ یقول ما جاء
عن رسول اللہ صلعم من الاحادیث فالرأس

ڈالدیا اور مسئلہ کو امام اعظم کی طرف منسوب کر دیا ہے
حالانکہ وہ بھی امام کا قول نہیں جیسا کہ بزرگون نے
خبر دی ہے۔ میرے نزدیک یہ بھی ممکن نہیں کہ یہ امام صاحب کا
قول ہو کیونکہ اونہون نے بہت سی اقسام حدیث کو
اگرچہ ضعیف ہون قیاس پر مقدم کیا بلکہ اقوال صحابہ کو
اپنی رائے پر ترجیح دی جیسا کہ شیخ عبد الحق نے فتح المنان
مین ذکر کیا کہ امام صاحب اقسام حدیث کو قیاس
پر مقدم کرتے تھے اور حدیث پر اگرچہ ضعیف ہو عمل
کرتے تھے جیسے قہقہہ یا نبیذ سے وضو کرنیکی حدیثین
حالانکہ یہ ضعیف و مشکوک ہین اور آیت کے حدیث یا اثر
مشہور سے منسوخ ہونے اور احادیث مرسل پر
عمل کرنے کو بلا توقف و تاویل جائز رکھتے تھے اور
قیاس پر عمل نہ کیا جاسکتا جب تک علت موثرہ
نہ ہو قیاس شبہ وطرد وہ اون کے نزدیک مترو کہ
وغیر مقبول ہے جیسا کہ کتب اصول مین ہے
اور امام صاحب تقلید صحابہ کو واجب اور اونکے
اقوال کو صحیح و درست جانتے ہین امام مجتہد عبد اللہ
بن مبارک نے کہا کہ مین نے ابو حنیفہ کو یہ کہتے سنا
کہ جو حدیثین رسول اللہ صلعم سے آوین وہ ہمارے

والعين وما جاء من الصحابة من الآثار
فكذلك مختار بلا شك وريب لكن اذا جاء
من التابعين فنحن وهم سواء ونزاحمهم
في البحث وكنا نحن طالبين ونقل عن الشيخ
فضيل بن عياض انه قال قال ابو حنيفة اذا
جاء حديث اتبعته وان جاء عن الصحابة
وقد جاء التابعين ايضا اتبعهم واقتدى والا
اجتهد وقال الحافظ محمد بن حزم الظاهري
ان اصحاب ابي حنيفة كلهم متفقون على
ان الحديث وان كان ضعيفا اقدم واولى
من الاجتهاد انتهى وفي خيرات الحسان
قال ابن حزم جميع الحنفية متفقون على
ان مذهب ابي حنيفة ان ضعيف الحديث عنده
اولى من الرای فتامل هذا الاعتبار بالاحاديث
وعظم جلالتها وموقعها عنده ومن تقدم العمل
بالاحاديث المرسلة على العمل بالرای انتهى۔
وفي مقدمة ابن الصلاح وشرح الفية الحديث
قال ابو عبد الله بن منده عنه اي عن ابي داؤد
انه يخرج الاسناد الضعيف اذا لم يجد في الباب

انکھون پر اور جو حدیثین صحابہ سے آوین تو اونکو بھی بلا شک
ہم اختیار کرتے ہین لیکن جب تابعین سے آوین گی
تو وہ اور ہم برابر ہین ہم اونسے بحث کرکے طالب حق
ہونگے اور شیخ فضیل بن عیاض فرماتے تھے کہ ابو حنیفہ کا
قول ہے کہ جب حدیث آئیگی تو ہم اوسکی متابعت
کرینگے اور اگر صحابہ و قدیم تابعین سے ہوگی تو بھی
اوسکی متابعت کرینگے ورنہ اجتہاد کرینگے اور حافظ
محمد بن حزم ظاہری نے کہا کہ اصحاب ابی حنیفہ اسپر
متفق ہین کہ حدیث اگرچہ ضعیف ہو وہ اجتہاد سے
مقدم و بہتر ہے انتہی۔ اور خیرات الحسان مین ہے
کہ ابن حزم نے کہا کہ کل حنفیہ اسپر متفق ہین کہ ابو حنیفہ
کے نزدیک حدیث ضعیف رائے سے بہتر ہے تو
دیکھو کہ امام صاحب حدیث کا کسقدر اعتبار کیا
کرتے تھے اور اسی لیے اونھون نے احادیث مرسل کے
عمل کو عمل بالرائے پر مقدم کیا انتہی۔ اور مقدمہ ابن
صلاح و شرح الفیہ الحدیث مین ہے کہ ابو عبد اللہ
بن مندہ نے اونسے یعنی ابی داؤد سے روایت کرکے
کہا کہ وہ اسناد ضعیف کو بھی جب اوس باب مین
سوا اوسکے کچھ نہین ہوتا تو روایت کرتے ہین اور وہ

غيره وانه اقوى عنده من آراء الرجال واختلف
العلماء فى الاحتجاج بالمرسل فذهب مالك بن
انس وابو حنيفة النعمان بن ثابت الى الاحتجاج
به انتهى وقال النووى فى مقدمة شرح صحيح مسلم
مذهب مالك واحمد وابى حنيفة واكثر
الفقهاء انه يحتج به وفى تدريب الراوى شرح
تقريب النواوى وفتح المغيث شرح الفية الحديث
وللامام احمد ضعيف الحديث احب اليه من
راى الرجال لانه لا يعدل الى القياس الا بعد
عدم النص فثبت ان القول باسلامهما بل
باسلام كل آباء الكرام هو بعينه مذهب الامام
القائل بعدم اسلامهما عملا بالوصية فان
قيل كيف غفل الامام عن هذه الاية وقال
ما قال وهو من اكبر المجتهدين - اقول
على التقدير لتسليم هذا القول عنه لعل لم
يبلغه الاحاديث اللاحقة للاية المبينة
لعمومها واجمالها ونسخ ما نسخ منها
وتفسيرها واحكامها لان الاحاديث
كانت متفرقة فى الصحابة والتابعين

اونکے نزدیک آدمیون کی راے سے قوی ہے اور
علما نے حدیث مرسل سے حجت لانے مین اختلاف
کیا ہے امام مالک بن انس و ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کے
نزدیک تو اوس سے حجت لینا چاہیے نووی نے مقدمہ
شرح صحیح مسلم مین لکہا کہ مالک و احمد و ابی حنیفہ و اکثر
فقہا کا مذہب یہ ہے کہ اوس سے حجت لانا چاہیے
اور تدریب الراوی شرح تقریب النواوی فتح المغیث
شرح الفیۃ الحدیث مین ہے کہ امام احمد کے نزدیک
حدیث ضعیف آدمیون کی راے سے بہتر ہے اسلیے
کہ وہ جبتک نص ہو قیاس کی طرف نہین جاتے لہذا
ثابت ہوا کہ اسلام ابوین بلکہ کل آباء کرام کا قائل ہونا
بہی بعینہ اوس امام کا مذہب ہے جو اون کے
عدم اسلام کا قائل ہے عملا بالوصیۃ اب اگر یہ کہا جاے
کہ امام اس آیۃ سے غافل ہو کر کیسے یہ کہہ بیٹہے
حالانکہ وہ سب سے بڑے مجتہد تہے تو مین کہون گا کہ اگر
یہ مان لیا جاے کہ یہ قول اونکا ہے تو شاید اونکو
وہ حدیثین نہین پہنچین جو آیۃ مذکورہ کے عام او
مجمل ہونے پر شامل ہین اور اون مین سے بعض منسوخ
اور مختلف التفسیر والاحکام ہین اسلیے کہ حدیثین صحابہ و تابعین

المتفرقين في اقطار البلاد ولم تزل تجتمع شيئًا
فشيئًا كما روي عن الامام مالك رضي الله عنه
لما قال له هارون الرشيد اني عزمت ان احمل
الناس على الموطاء كما حمل عثمان الناس على
القرآن فقال لا سبيل الى ذلك لان اصحاب
رسول الله صلعم افترقوا بعده في الامصار فحدثوا
فعند اهل كل مصر علم وروي عن غير مالك
نحو ما عنا لك على ان الخطاء غير مستحيل على المجتهد
كما هو مشهور ان المجتهد يخطي ويصيب وعلى
تقدير ثبوت ان هذه المسئلة قالها الامام
يمكن انه رجع عن هذا القول كما رجع عن اقوال
الاخر وذلك مقتضى الاجتهاد وهو ماجور
في ذلك ولم يذكرها في رسالة وصية في مرضه
ولا ذكرها الامام الطحاوي في العقيدة التي
ترجمها ببيان اعتقاد ابي حنيفة وابي يوسف
ومحمد بن الحسن وكذلك نسخ الفقه الاكبر
مختلفة فهذه العبارة توجد في البعض
ووالدا محمد صلعم ماتا على الايمان وفي
بعضها ليس فهذه قرائن تقوي احتمال

متفرق تھین جو مختلف شہرون مین متفرق تھے اور شیئہ
کچھ نہ کچھ جمع ہوئین چنانچہ امام مالکؒ سے جب
ہارون رشید نے کہا کہ مین یہ چاہتا ہون کہ لوگون کو
موطا پر متفق کرون جس طرح عثمان رضی اللہ عنہ نے
لوگون کو قرآن پر متفق کیا تو امام مالک نے کہا
کہ ایسا نہین ہو سکتا کیونکہ صحابہ رسول اللہ صلعم
اونکے بعد شہرون مین متفرق ہو گئے اور حدیثین
بیان کین تو ہر شہری کے پاس ایک علم ہے اور
غیر مالک سے ایسا ہی کچھ مروی ہے علاوہ اسکے
مجتہد سے خطا دشوار نہین مجتہد کا خطا و صواب کرنا
مشہور ہے اور اگر یہ مان لیا جاوے کہ یہ امام کا قول ہے
تو ممکن ہے کہ اونہون نے اس قول سے بھی اور
قولون کی طرح رجوع کی ہو اور یہ مقتضاے اجتہاد کے ہے
جس مین وہ ماجور ہین اور اس کو اپنے رسالہ وصیت مین
جو بحالت مرض لکھا تھا نہ ذکر کیا اور نہ امام طحاوی نے
کتاب مسمے بہ عقیدہ مین ذکر کیا ہے جو بیان عقائد
ابی حنیفہ و ابی یوسف و محمد بن حسن مین ہے اسی طرح
نسخہ ہاے فقہ اکبر مختلف ہین یہ عبارت بعض مین تو پائی جاتی
ہے کہ والدین آنحضرت ایمان پر مرے اور بعض مین نہین تو یہ قرائن

ان هذه العبارة ليست من نسخة الامام
بل لعلها ادخلت -

الفصل الرابع وماقال ملا على القاري

في شرح فقه الاكبر عند قول الامام الاعظم
ووالدا رسول الله صلعم ماتا على الكفر هذا
رد على من قال انهما ماتا على الايمان او
على الكفر ثم احياهما الله فماتا على الايقان
وقد افردت لهذه المسألة رسالة مستقلة
ودفعت ماذكره السيوطي في رسائله الثلاثة
في تقوية هذه المقالة بالادلة الجامعة المجتمعة
من الكتاب والسنة والقياس واجماع الامة ومن
غريب ما وقع في هذه القضية انكار بعض الجهلاء
من الحنفية على ما في بسط هذا الكلام بل اشار
الى انه غير لائق بمقام الامام وهذا بعينه كما قال
الضال جهم ابن صفوان وددت ان احك من المصحف
قوله تعالى ثم استوى على العرش واشارة الضال
الاخر وهو احمد بن ابي داؤد القاضي الى الخليفة المامون
ان يكتب على ستر الكعبة ليس كمثله شيء وهو العزيز الحكيم
وقول الرافضي الاكبر انه بريء من المصحف الذي فيه نعت

اس احتمال کو قوی کرتے ہین کہ یہ عبارت امام کے
نسخہ کی نہین ہے بلکہ شاید داخل کردی گئی ہے -

چوتھی فصل

- ملا علی قاری نے جو شرح فقہ اکبر مین
امام اعظم کے اس قول پر کہ آنحضرت صلعم کے والدین
کفر پر مرے - کہا کہ یہ اوسپر رد ہے جو اسکا قائل ہے
کہ وہ ایمان یا کفر پر مرے پھر اونکو اللہ نے زندہ کیا
اور وہ ایقان پر مرے اور مین نے اس مسئلہ پر ایک مستقل
رسالہ لکھا ہے جسمین سیوطی کے وہ اقوال جو اونھون نے
اسکی تقویت مین ذکر کیے ہین دلائل جامعہ مجتمعہ کتاب
وسنت وقیاس واجماع امت سے دفع کیے ہین اور
اس قضیہ مین جو عجیب بات واقع ہوتی وہ یہ ہے
کہ بعض جاہل حنفیہ اس کے منکر ہین بلکہ یہ کہتے ہین
کہ یہ امام کے لائق نہین یہ بعینہ ویسے ہے جیسے
جہم بن صفوان گمراہ نے کہا کہ مین قرآن شریف سے
ثم استوى على العرش کو مٹا دینا پسند
کرتا ہون یا دوسرے گمراہ احمد بن ابی داؤد قاضی
کا خلیفہ مامون رشید سے اشارہ کہ پردہ کعبہ پر
ليس كمثله الخ کہا جائے یا رافضی اکبر کا قول
کہ مین اوس قرآن سے بیزار ہون جس مین صفت

الصدیق الاکبر انتہی کلامہ وایضا فی شرحہ علی المشکوۃ عند ھذا الحدیث وعن ابی ھریرۃ قال زار النبی قبر امہ فبکی وابکی من حولہ فقال استاذنت ربی ان استغفر لھا فلم یوذن لی و استاذنتہ ان ازور قبرھا فاذن لی واغرب ابن حجر حیث قال ولعل حکمۃ عدم الاذن فی الاستغفار لھا اتمام النعمۃ علیہ باحیاءھا لہ بعد ذلک علی ان تصیر من اکابر المومنین او الامھال علی احیاءھا لتومن بہ فتستحق الاستغفار الکامل حینئذ انتہی وفیہ ان قبل الایمان لا یستحق الاستغفار مطلقا ثم الجمھور علی ان والدیہ ماتا علی الکفر و ھذا الحدیث اصح ما ورد فی حقھما واما قول ابن حجر وحدیث احیاءھما حتی امنا بہ ثم توفیا حدیث صحیح وممن صححہ الامام القرطبی والحافظ ابن ناصر الدین فعلی تقدیر الصحۃ لا یصلح ان تکون معارضا لحدیث مسلم مع ان الحفاظ ضعفوا فیہ ومنعوا جوازہ ایضا بان ایمان الیاس غیر مقبول اجماعا کما یدل علیہ الکتاب السنۃ والایمان

صدیق اکبر ہو کلام اونکا ختم ہوا۔ اور ایسا ہی کچھ اونکی شرح مشکوۃ مین بھی ہے اس حدیث کے متعلق (ابی ہریرہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی پھر روئے اور جو آپکی ساتھ تھے اونکو رولایا پھر فرمایا کہ مین نے خدا سے اونکی لیے مغفرت چاہی تو مجھکو اجازت نہ دیگئی پھر زیارت قبر کی اجازت مانگی جو دیگئی) کہ اور نہایت عجیب ابن حجر کا یہ قول ہے کہ شاید آنحضرت صلعم کو استغفار کی اجازت نہ دینے مین حکمت ہو کہ آپ پر اون دونون کو زندہ کردینے کی وجہ سے اتمام نعمت ہوتا کہ وہ اکابر مومنین سے ہو جائین یا اسلیے توقف کیا جاے کہ وہ زندہ ہو کر ایمان لائین اور استغفار کامل کے مستحق ہون اور یہ اسلیے کہ قبل ایمان استغفار کا مطلقاً مستحق نہین ہوتا ہے پھر اس بات پر جمہور متفق ہین کہ والدین آنحضرت صلعم کفر پر مرے اور یہ حدیث اون حدیثون سے جو اونکے حق مین وارد ہوئین زائد صحیح ہے اب ابن حجر کا یہ قول کہ اونکے زندہ ہو کر ایمان لانے پھر وفات پانیکی حدیث صحیح ہے اور اسکے صحیح ماننے والون مین سے امام قرطبی اور حافظ ابن ناصر الدین ہین اگر صحیح بھی ہو تو حدیث مسلم کے معارض نہین ہو سکتی باوجودیکہ حفاظ نے تاویل کی ہے اور ناجائز بھی قرار دیا کیونکہ ایمان یاس اجماعاً مقبول نہین جیسے کتاب و سنت دال ہین اور ایمان

المطلوب من المكلف انما هو الايمان الغيبي
وقد قال تعالى ولو ردوا لعادوا لما نهوا عنه
وهذا الحديث الصحيح صريح ايضا في رد ما تشبث به
بعضهم بانهما كانا من اهل الفترة ولا عذاب
عليهم مع اختلاف في المسئلة انتهى اقول
غلو علي القاري في هذه المسئلة شطط فانه
مع ان ذلك اهانة صريحة لرسول الله ﷺ
وسوء ادب في جنابه لما رجح الحافظ السيوطي
اقوال القائلين باسلامهما بالدلائل فمع ما
ذكره من الخلاف لم يبق لدعوى الاجماع محل
واما قوله بالكتاب والسنة فحاله ان منهما
ما هو ضعيف لا يقوم به الحجة ومنهما ما هو
ماول ومحمول على خلاف ظاهره ومنهما ما هو
منسوخ فما بقي فيهما احتجاج كما حققت بعضه
ههنا ودريت بتحقيقها في رسائل السيوطي
ومن طالبها فليراجع اليها قوله بالقياس
فلا ادري ما المراد منه غير ان بعض ما ورد
في بعض اهل الفترة وقد تحقق في موضعه
ان اهل الفترة مختلف فيهم والجمهور على نجاتهم

مطلوب من المکلف ایمان غیبی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا
ولو ردوا الخ اور یہ حدیث صحیح اس امر کی صریح رد مین ہے
جسکو بعض نے ثابت کیا کہ وہ اہل فترت سے تہے اور
اہل فترت پر عذاب نہین مع اختلاف مسئلہ انتہی۔
مین کہتا ہون کہ اس مسئلہ مین علی قاری کا غلو بڑا ہے کیونکہ
اس مین رسول اللہ صلعم کی صریحی اہانت اور اونکے
حضور مین بے ادبی ہے جب حافظ سیوطی نے اقوال
قائلین اسلام کو بدلائل ترجیح دی تو باوجود ذکر خلاف کے
بہی اون کے دعوے اجماع کے لیے محل باقی نہین رہا
اب علی قاری کا یہ قول کہ بالکتاب والسنۃ
تو اس کا حال یہ ہے کہ اون مین سے بعض ضعیف ہین
جنسے حجت قائم نہین ہو سکتی اور بعض ماول اور خلاف
ظاہر پر محمول اور بعض منسوخ ہین تو اوس سے احتجاج
باقی نہین جن مین سے بعض کی تحقیق مین نے رسائل سیوطی
سے کی جو اوس کا طالب ہو وہ اوس مین دیکہے۔
اب علی قاری کا یہ کہنا کہ بالقیاس تو مین نہین
جانتا کہ اس سے کیا مراد ہے بجز اس کے کہ بعض بعض
اہل فترت کے نسبت وارد ہوئین اور یہ بات مقرر
ہو چکی کہ اہل فترت کے بارہ مین بہی اختلاف ہے جمہور اونکی نجات پر ہین

وبعضهم على انهم يمتحنون فى الآخرة مع ان
هذين الوالدين تقرر وتحرر انهما من اهل الفطرة
لا الفترة فبطل القياس وزال الالتباس ومما
اغرب غرابة على القارى فى كلام ابن حجر انما
لم يخف له ان ابن الحجر فى نظره كرامة النبى صلعم
ما اقتضى حسن ظنه بشان ابويه فوجهه توجيهاً
كادوجيهاً واما قوله قبل الايمان لا يستحق
الاستغفار فليس له حاصل اذا اهل الفترة
عند الجمهور ناجون وكونهم اهل الفترة لا يمنع
الاستغفار لهم بل هم اليه احوج من غيرهم
كما اشار اليه ابن حجر بقوله فى حق امه عليه السلام
ودعوى الجمهور على موت ابويهما على الكفر ايضاً
كدعاويه السابقة لان هذه المسئلة راجعة
الى مسئلة اهل الفترة قال التفتازانى فى التلويح
اذا بلغ فى شاهق الجبل ولم تبلغه الدعوة
فمات ولم يسلم كان معذوراً عند عامة المشائخ
انتهى وقال ابن حجر والذى عليه اكثر اهل السنة
والجماعة انه لا يجب توحيد ولا غيره الا بعد
ارسال الرسل وفى مكان آخر قال ما عليه

اور بعض اسکے قائل ہین کہ اونکا امتحان آخرت مین ہوگا
علاوہ اسکے ان والدین کی نسبت ثابت ہوچکا اور لکھا
جاچکا کہ وہ اہل فطرت سے ہین نہ فترت سے لہذا قیاس باطل
و شبہہ زائل ہوگیا اور نہایت عجیب بات وہ ہے جو علی قاری نے
کلام ابن حجر کے متعلق لکھی شاید وہ یہ نہین جانتے کہ
ابن حجر کی نظر آنحضرت صلعم کی کرامت پر تھی جو شان
ابوین مین حسن ظن کی مقتضی ہوئی تو ایسی توجیہ کی جو تقریباً
وجیہ ہوگئی اور علی قاری کا یہ قول کہ ایمان کے قبل
استغفار کا استحقاق نہین فضول ہے اس لیے کہ
جمہور کے نزدیک اہل فترت ناجی ہین اور یہ اون کے
حق مین استغفار کو مانع نہین بلکہ وہ دوسرون کی نسبت
استغفار کے زیادہ محتاج ہین جسکی طرف ابن حجر نے اپنے
قول سے آنحضرت صلعم کی والدہ کے حق مین اشارہ کیا کہ جمہور کا
دعوے موت ابوین بحالت کفر پہلے دعوون کی طرح ہے
کیونکہ یہ مسئلہ اہل فترت کے مسئلہ کی طرف راجع ہے تفتازانی نے
تلویح مین کہا کہ اگر کوئی پہاڑ کی چوٹی پر پہونچکر مرگیا اور اوسے
دعوت نہ پہونچی اور نہ اسلام لایا تو عام مشائخ کی نزدیک وہ معذور ہے
انتہی اور ابن حجر نے کہا کہ اکثر اہل سنت وجماعت کے نزدیک توحید
یا اور امر توحید جبتک رسول نہ بھیجے جائین واجب نہین اور دوسری جگہ

الاشاعرة من اهل الكلام والاصول والشافعية
من الفقهاء ان اهل الفترة لا يعذبون انتهى
وكذا فى المواهب قال الشعرانى فى اليواقيت
والجواهر اعلم يا اخى ان المراد باهل السنة والجماعة
فى عرف الناس اليوم هو الشيخ الاشعرى ومن
سبقه بالزمان كالشيخ ابى المنصور الماتريدى
وقد كان الماتريدى اماماً عظيماً فى السنة
كالشيخ الاشعرى ولكن لما غلب اصحاب الاشعرى
على اصحاب الماتريدى كان الماتريدى اقل شهرة
فان اتباع الماتريدى ماوراى نهر سيحون
واما اتباع الاشعرى فهم منتشرون فى اكثر
بلاد الاسلام كخراسان والعراق والشام ومصر
وغيرها من البلاد ولذلك صار الناس
يقولون فلان عقيدة اشعرية وليس مرادهم
نفى صحة عقيدة غير الاشعرى مطلقاً كما
اشار ذلك فى شرح المقاصد انتهى قال اليافعى
فى ذكر مناقب الاشعرى فلما كثرت تواليفه
ونصر مذهب اهل السنة وبسطت تعلقها
اهل السنة من المالكية والشافعية واكثر الحنفية

کہ اشاعرہ اہل کلام و اصول و فقہائے شافعیہ
کے نزدیک اہلِ فترت پر عذاب نہین ہوگا انتہے
کما فی المواہب۔ امام شعرانی یواقیت والجواہر مین
لکھتے ہین کہ آجکل عام طور پر اہل سنت وجماعت سے
شیخ اشعری مراد ہین اور وہ جو اون سے پہلے ہین
جیسے شیخ ابی منصور ماتریدی اور یہ شیخ اشعری کی طرح
اہلِ سنت کے بڑے امام تھے لیکن جب اصحاب
اشعری اصحابِ ماتریدی سے بڑھ گئے تو ماتریدی کی
شہرت کم ہوگئی کیونکہ تابعین ماتریدی ماورا نہر
سیحون ہین اور تابعین اشعری اکثر بلادِ اسلام
خراسان و عراق و شام و مصر مین پھیلے ہوے
ہین اسی لیے لوگ کہنے لگے کہ فلان اشعری عقیدہ
کا ہے جس سے اون کا مطلب غیر اشعری کے
عقیدہ کی نفی صحت مطلقاً نہین جیسا کہ شرح
مقاصد مین ہے انتہے۔ امام یافعی نے ذکر مناقب
اشعری مین لکھا ہے کہ جب اون کی تالیفات
بہت ہوئین اور مذہب اہل سنت ... کو پھیلا
تو اون تالیفات سے بیشتر مالکیہ و شافعیہ
و اکثر حنفیہ و اہلسنت ... اہل سنت

فاهل السنة بالمغرب والمشرق بلسانه يتكلمون وبحجته يحتجون انتهى وكذا البيهقى فى اثناء كلامه فى الثناء على الاشعرى قال وكثرت الاصحاب من الحنفية والمالكية والشافعية الى آخره فهذه العبارات تنادى باعلاء النداء ان اكثر اهل السنة هم الاشاعرة من المالكية والشافعية واكثر الحنفية ولم يخرج الا قليل من الحنفية وهم اهل ما وراء النهر فاذا كان نجات اهل الفترة مذهب الاشاعرة وهم من ذكر قبل فلا يصح

قوله ثم الجمهور على خلاف ذلك فليس الا عدم التامل فى ما هنالك بل قال الشيخ ابن الهمام فى عقيدة السائرة ما حاصله ان الحنفية ايضاً اختلفوا فى من يبلغه الدعوة ومات ولم يؤمن فعند ابى المنصور الماتريدى واكثر المشائخ انه يخلدون فى النار كمذهب المعتزلة وعند ائمة البخارى من الحنفية انه ليس من اهل النار كمذهب الاشاعرة انتهى ولا شك انهما قل والحنفية منتشرون فى اكثر بلاد الاسلام وحينئذ يتعين ان يقال

مغرب و مشرق مین انہین کے کلام و دلیل کو پیش کرتے ہین انتہے اسی طرح بیہقی نے اثناے کلام اشعری کی تعریف مین کہا کہ اور بہت ہوگئے اصحاب حنفیہ و مالکیہ و شافعیہ مین سے الی آخرہ تو یہ عبارتین بلند آواز سے پکارتی ہین کہ اکثر اہل سنت اشاعرہ مالکیہ و شافعیہ و اکثر حنفیہ ہین اور خارج کمتر حنفیہ ہین جو اہل ماوراء النہر ہین تو جب مذہب اشاعرہ نجات اہل فترت ہوا اور اشاعرہ وہ ہین جنکا ذکر ہو چکا تو علی قاری کا یہ قول صحیح نہین ہے کہ ثم الجمہور الخ لہذا یہ قول محض سرسری ہے بلکہ شیخ ابن ہمام نے عقیدہ سائرہ مین کہا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ حنفیہ نے بہی اون لوگون کے متعلق جو قبل تبلیغ دعوت بلا ایمان مرجائین اختلاف کیا ہے ابی منصور ماتریدی اور اکثر مشائخ کے نزدیک تو وہ دوزخی ہین مثل مذہب معتزلہ کے اور ائمہ بخاری حنفیہ کے نزدیک مثل مذہب اشاعرہ کے وہ دوزخی نہین ہین انتہے اور بیشک وہ کم ہین اور حنفیہ اکثر اسلامی شہرون مین پہیلے ہوے ہین اور اس وقت یہ کہنا ٹھیک ہوگا کہ

القول بان اهل الفترة ناجون هو مذهب
جمهور الحنفية فضلاً عن من سواهم من سائر
المذاهب واما قول علی القاری ومنعه لجواز
ایضاً بان ایمان الیاس غیر مقبول اجماعاً فاجاب
ابن حجر بان کون الایمان لا ینفع بعد الموت
محله فی غیر الخصوصیة والکرامة انتهی واما
ما قال هذا الحدیث صریح فی رد ما تثبت به
بعضهم فینبغی ان اقول لا رد فیه لذا التثبیت
فانه لیس فیه الا عدم الاذن فی الاستغفار
وهذا لا یقتضی عدم کونهما من اهل الفترة
لانه یمکن ان الاستغفار کان لامر خاص انتهی
خاتمة - فی عنوان البصائر شرح اشباه
والنظائر اعلم ان السلف اختلفوا فی ابوی
الرسول صلعم هل ماتا علی الکفر ام لا فذهب
الی الاول جمع منهم صاحب التیسیر وذهب
الی الثانی جماعة منهم متمسکین باحادیث دالة علی
طهارة نسبه الشریف من دنس الشرک وشین
الکفر ولفر من الجمع الاول قالوا بنجاتهما من
النار منهم الامام القرطبی فانه قال ان الله

اہل فترت کا ناجی ہونا جمہور حنفیہ کا مذہب ہے باقی
مذاہب چھوڑ کر - آپ علی قاری کا یہ قول کہ اس کے
جواز کو بھی منع کیا ہے اسلیے کہ ایمان یأس اجماعاً
مقبول نہیں ابن حجر نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ
ایمان بعد موت کے نافع نہ ہونے کا محل خصوصیت
وکرامت کے ماسوا ہے انتہے - اور یہ جو علی قاری نے
کہا کہ یہ صریح حدیث اس چیز کے رد میں ہے جو
بعض لوگ ثابت کرتے ہین تو مین کہہ سکتا ہون کہ
اس ثبوت کی رد اسمین نہین ہے کیونکہ اوسمین بجز
عدم اجازت استغفار کے اور کچھ نہین جو اونکی اہل فترت
نہ ہونے کا مقتضی نہین کیونکہ ممکن ہے کہ امر خاص کے لیے استغفار ہو انتہے
خاتمہ - عنوان البصائر شرح اشباہ والنظائر
مین ہے کہ سلف نے والدین آنحضرت صلعم کے متعلق
اختلاف کیا ہے کہ کیا وہ کفر پر مرے یا نہین بہت لوگ تو
امر اول کیطرف گئے ہین اونہین مین صاحب تیسیر ہین اور بہت سے
امر ثانی کی طرف اور وہ اون احادیث سے متمسک ہین جو نسب
شریف کی کثافت شرک و کفر سے طاہر ہونے پر دلالت کرتی ہین
اور جماعت اول سے چند لوگ جو اونکی دوزخ سے نجات پانے کے
قائل ہین اونہین مین امام قرطبی ہین جو کہتے ہین کہ اللہ

احیاھا اللہ علیہ السلام وآمنا بہ فان قلت
الیس الحدیث الذی ورد فی احیائھا موضوعًا
قلت زعمہ بعض الناس الا ان الصواب انہ
ضعیف لا موضوع ولقد احسن الحافظ ناصر الدین بن
الدمشقی حیث قال ؎

حبا اللہ النبی مزید فضل	علی فضل وکان بہ رؤفا
فاحیی امہ وکذا اباہ	لایمان بہ فضلاً لطیفا
فسلم فالقدیم بذا قدیر	وان کان الحدیث بہ ضعیفا

نص علی کون الحدیث ضعیفًا لا موضوعًا۔

فائدۃ مھمۃ۔ قال الخفاجی فی نسیم
الریاض شرح شفاء قاضی عیاض قال النووی فی
الاذکار ذکر الفقہاء والمحدثون انہ یجوز ویستحب
العمل فی الفضائل والترغیب والترھیب بالحدیث
الضعیف ما لم یکن موضوعًا واما الاحکام کالحلال
والحرام والمعاملات فلا یعمل الا بالحدیث الصحیح
او الحسن الا ان یکون فی احتیاط فی شیء من ذلک
کما اذا ورد حدیث ضعیف بکراھۃ بعض البیوع
او الانکحۃ فان المستحب ان یتنزہ عنہ ولکن لا یجب
وقال محمد بن علان البکری فی شرح الاذکار قال الزرکشی

اونکو آنحضرت صلعم کے لیے زندہ کر دیا اور وہ آپ پر ایمان
لائے۔ اگر تم یہ کہو کہ حدیث احیا۔ کیا موضوع نہین ہے
تو مین کہونگا کہ اگرچہ بعض نے اوسکو موضوع جانا ہی
مگر حقیقتًا وہ ضعیف ہے موضوع نہین حافظ ناصر الدین
دمشقی نے خوب کہا کہ ؎ اللہ نے نبی کی زیادہ بزرگی
ثابت کی اور وہ اونپر بہت مہربان تہا تو اون کی ماں
اسی طرح باپ کو فضل لطیف سے اونپر ایمان لانیکی لیے زندہ کیا
لہذا مان لو کیونکہ قدیم اسپر قادر ہی اگرچہ اسکے متعلق حدیث ضعیف ہو
یہ اسکی دلیل ہے کہ حدیث ضعیف ہے نہ موضوع۔

فائدہ مہمہ۔ خفاجی نے نسیم الریاض شرح شفا قاضی
عیاض مین کہا کہ اذکار امام نووی مین ہے کہ فقہا و محدثین
کی نزدیک فضائل و ترغیب و ترہیب مین عمل بحدیث ضعیف
اگر وہ موضوع نہ ہو تو جائز و مستحب ہے لیکن احکام حلال
وحرام و معاملات مین بجز حدیث صحیح یا حسن کے عمل
جائز نہین مگر جب کسی چیز سے احتیاط کے متعلق ہو
چنانچہ جب حدیث ضعیف بعض بیوع یا نکاح کے
مکروہ ہونے کے متعلق وارد ہو تو اوس سے
احتراز مستحب ہے واجب نہین اور محمد بن
علان بکری نے شرح اذکار مین کہا کہ زرکشی نے کہا

نقل المصـ في الجزء الذي جمعه في اباحة القيام
الاتفاق فقال اجمع اهل الحديث وغيرهم
على العمل في الفضائل ونحوها مما ليس فيه حكم
ولا شيء من العقائد وصفات الله تعالى بالحديث
الضعيف في فضائل الاعمال انتهى وذكر في شرح
المهذب انه يعمل بالضعيف اذا روي من طرق
مفردات ضعيفة فانها تقوى ببعضها بعضا و
يصير حسنا ويحتج به وجوز العمل بالضعيف مع
شاهد القوي دون الموضوع مع الشاهد
لان للضعيف اصل في السنة وهو غير مقطوع
بكذبه ولا اصل للموضوع فشاهده كالبناء
على الماء انتهى والضعيف هو ما لم يجتمع فيه
شروط الصحيح والحسن وتتفاوت درجاته في
الضعيف بحسب بعده من شروط الصحيح والحسن
ويجوز عند العلماء التساهل في اسانيد الضعيف
وروايته والعمل به دون الموضوع من غير
ضعفه في المواعظ والقصص وفضائل الاعمال
وسائر فنون الترغيب والترهيب لا في صفات
الله تعالى واحكام الحلال والحرام وسائر ماله

کہ مصنف نے اوس جزو مین جسکو اوسنے اباحت قیام
اتفاق مین جمع کیا نقل کیا ہے کہ اہل حدیث اس امر پر
متفق ہین کہ فضائل وغیرہ مین حدیث ضعیف پر عمل اور وثوق
درست ہے کہ جب وہ متعلق باحکام وعقائد وصفات الٰہی نہوین
انتہی اور شرح مہذب مین ہی کہ حدیث ضعیف پر اوس وقت
عمل کیا جائیگا جب وہ کئی طریقون سے مروی ہوا اور اوسکے
مفردات ضعیف ہون کیونکہ وہ بعض بعض کو قوی کر دیتے ہین
تو حدیث حسن ہو جاتی ہے اور اوس سے حجت لائی جا سکتی ہی
اور حدیث ضعیف پر عمل جائز کیا شاہد قوی کے ہونے نہ کہ حدیث
موضوع پر باوجود شاہد کیونکہ احادیث مین ضعیف کی تو ایک
اصلیت ہی اور کذب شاہد سے اسکی اصلیت نہین جا سکتی
اور حدیث موضوع کی اصلیت ہی نہین اوسکا شاہد مانند
نقش بر آب ہے انتہی اور ضعیف وہ ہے جسمین شرط صحیح وحسن جمع
نہون جسقدر درجات اوسکے ضعف مین مختلف ہونگی اوسی قدر
شروط صحیح سے اوسکا بعد ہوگا اور علماء کے نزدیک اسانید ضعیف
اور اوسکی روایت وعمل مین تساہل جائز ہے نہ کہ موضوع مین
بلا اوسکے ضعف کے نصیحتون اور قصون اور فضائل اعمال
وباقی فنون ترغیب وترہیب مین نہ اللہ تعالی کے
صفات وحلال وحرام کے احکام وباقی مسائل متعلقہ

تعلق بالعقائد والاحکام انتہی وفی منہج الوصول
الی الاحادیث الرسول فی الخلاصة وغیرہا
ان عند العلماء والمحدثین التساهل فی اسانید
الضعیف جائز لا فی الموضوع بدون بیان ضعفه
فی المواعظ والقصص وفضائل الاعمال لا فی
صفات ذی الجلال واحکام الحرام والحلال
انتہی قلت هذه لزیادة الاهتمام بشان الصفات
والاحکام قال ابن الصلاح وممن یرخص فی
روایة الضعیف فیما ذکرناه یعنی الترغیب
والترهیب انتہی وقال علی بن مبارک شاه
والذی اظنه صوابا ان الاحکام الخمسة لا تثبت
شئ منها الا بالحدیث الصحیح او الحسن ویجوز
روایة الضعیف فی فضل ما ثبت منهما صرح
بذلک ابن الصلاح وایضا نقل ابن الصلاح
عن حافظ ابن منده عن محمد ابن سعد ان
العمل بحدیث الموضوع غیر جائز وبحدیث
الضعیف فی الاحکام ایضا جائز ان کان للاحتیاط
فی شئ وقال من مذهب النسائی تخریج الحدیث
عن الذی ترکه لیس مجمع علیه وفی الخلاصة

عقائد و احکام مین انتہی اور منہج الوصول الی احادیث
الرسول مین ہے کہ خلاصہ وغیرہ مین ہے کہ علماء و محدثین
کی نزدیک حدیث ضعیف سے سند لینے مین تساہل جائز ہے
نہ موضوع مین بلا اوسکے بیان ضعف کے مواعیظ و قصص
و فضائل اعمال مین نہ کہ صفات حق اور حرام و حلال کے
احکام مین انتہی - میرے نزدیک یہ اسلیے ہی کہ شان صفات
و احکام کی لیے زیادہ اہتمام درکار ہے ابن صلاح نے کہا
کہ اور جنہین روایت ضعیف کی اجازت دیجاتی وہ ترغیب
و ترہیب ہے انتہی - اور علی بن مبارک شاہ نے کہا کہ میرے
نزدیک صواب یہ ہے کہ احکام پنجگانہ مین کوئی چیز بجز
حدیث حسن یا صحیح کے ثابت نہین ہو سکتی اور روایت
ضعیف اون فضائل مین جو اون سے ثابت ہین
جائز ہے اسکی تصریح ابن صلاح نے کی نیز ابن
صلاح نے حافظ ابن مندہ سے اونہون نے
محمد بن سعد سے نقل کیا کہ عمل بحدیث موضوع
جائز نہین اور بحدیث ضعیف احکام مین جائز ہے
اگر کسی چیز مین احتیاط کے لیے ہو اور کہا کہ
تخریج حدیث اوس چیز سے جس کا ترک متفق
علیہ نہین مذہب نسائی ہے اور خلاصہ

والبوداؤد ايضاً اخذ بما اخذ النسائي ويخرج الضعيف
لما لم يجد في ذالك الباب غيره لان الحديث
لان الضعيف عنده اقوى من راى الرجال
وفي تدريب الراوي يعمل بالضعيف في الاحكام
اذا كان فيه احتياط والله اعلم وقال الحافظ
ابن سيد الناس في السيرة روى ان عبد الله
ابن عبد المطلب وآمنة بنت وهب ابوى
النبي صلعم اسلما وان الله احياهما له فآمنا به
وروى ذالك ايضاً في حق جده عبد المطلب
ثم قال وهو مخالف لما اخرجه احمد عن ابي
رزين العقيلي قال قلت يا رسول الله اين
امي فقال امك في النار قلت فاين من مضى
من اهلك قال اما ترضى ان تكون امك
مع امي قلت هذا ايضاً غير مضر لنا لما يرجى به
لفظ ترضى وعلى العاقل لا يخفى ثم قال في السيرة
وذكر بعض اهل العلم في الجمع ما حاصله ان من
الجائز ان تكون هذه الدرجة حصلت له
عليه السلام بعد ان لم تكن وان يكون الاحياء
والايمان متاخراً عن ذالك فلا معارضة

وابوداؤد مین بہی ماخذ نسائی سے اخذ کیا ہے اور
تخریج حدیث ضعیف کی جائیگی جبکہ اوس باب مین
بجز اوس کے کوئی اور حدیث نہ ہو اسلیے کہ ضعیف
اونکے نزدیک آدمیون کی راے سے بہتر ہے اور
تدریب الراوی مین ہے کہ احکام مین حدیث ضعیف پر
عمل کیا جائیگا جب اوسمین احتیاط ہو واللہ اعلم۔
حافظ ابن سید الناس نے سیرت مین کہا کہ عبد اللہ بن
عبد المطلب و آمنہ بنت وہب آنحضرت صلعم کے والدین اسلام
لائے اور اللہ نے اونکو آپکے لیے زندہ کیا اور وہ ایمان لائے اور
ایسا ہی آپکے دادا عبد المطلب کے حق مین بہی مروی ہی پہر کہا
کہ وہ اوس حدیث کے مخالف ہی جسکو احمد نے ابی رزین
عقیلی سے روایت کیا کہ مین نے کہا کہ یا رسول اللہ میری مان
کہان ہے فرمایا کہ دوزخ مین مین نے کہا کہ اور آپکے اگلے بزرگ
فرمایا کہ کیا تم اپنی مان کی میری مان کے ساتھ ہونے پر راضی نہین
مین کہتا ہون کہ یہ بہی ہمارے مضر نہین جیسا لفظ ترضی
سے امید کیجاتی ہے جو عقلمند پر مخفی نہین پہر سیرۃ مین کہا کہ
بعض اہل علم نے جمع مین ذکر کیا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ ظاہرا
یہ درجہ بعد کو آنحضرت صلعم کو حاصل ہوا ہو پہلے نہ ہو
اور احیاء و ایمان اس سے متاخر ہو تو کوئی معارضہ نہین

انتہی ملخصاً وسئل القاضی ابوبکر ابن العربی
احد الائمة المالکیة عن رجل قال ان ابا
النبی صلعم فی النار فاجاب بانه ملعون لان الله
تعالی یقول ان الذین یؤذون الله ورسوله
لعنهم الله فی الدنیا والاخرة قال ولا اذی اعظم
من ان یقال عن ابیه انه فی النار قال السہیلی
فی روض الانف ولیس لنا ان نقول ذلك فی
ابویه صلعم لقوله لا تؤذوا الاحیاء بسبب الاموات
والله تعالی یقول ان الذین یؤذون اٰه وقد امرنا
ان نمسك اللسان اذا ذکروا اصحابه بشئ یرجع
ذلك الی العیب والنقص فیهم فالاولی ان نمسك
ونکف عن ابویه واذا تقرر هذا فحق المسلم ان
یمسك لسانه عما یخل لشرف نسبه بوجه من
الوجوه ولا خفاء فی ان اثبات الشرك فی ابویه
اخلال ظاهر لشرف نسبه الطاهر وقال الشیخ
عبد الوهاب الشعرانی المصری فی کتابه الیواقیت
والجواهر فی عقائد الاکابر اعلم انه ینبغی لکل
مومن برّ اجداده وأبائه المسلمین وعز ابائه
من اکابر الاولیاء من أدم الی ابیه الاقرب انتهی

انتہی الملخصاً۔ قاضی ابوبکر ابن العربی سے جو ائمۂ مالکیہ مین
تھے ایک مرد کی نسبت سوال کیا گیا جو یہ کہتا تھا کہ والدین
نبی صلعم دوزخ مین ہین تو جواب دیا کہ وہ ملعون ہے کیونکہ اللہ تعالی
فرماتا ہے کہ جو لوگ اللہ اور اوسکے رسول کو ایذا دیتے ہین اونپر
اللہ نے دنیا و آخرت مین لعنت کی اور اس سے بڑھکر کوئی
اذیت نہین ہوسکتی کہ اونکے والد کو دوزخی کہا جاے امام سہیلی نے
روض الانف مین کہا کہ آنحضرت صلعم کے والدین کے متعلق
ہمکو یہ کہنا جائز نہین کیونکہ آپنے فرمایا ہے کہ زندونکو بسبب مردونکے
اذیت نہ دو اللہ تعالی فرماتا ہے کہ جو لوگ اللہ اور اوسکے رسول کو
اذیت دیتے ہین الخ بلکہ جب آپکے صحابہ کا ذکر اسطرح کیا جاے جس سے
عیب و نقص لازم آتا ہو تو ہمکو اپنی زبان روکنے کا حکم دیا گیا ہے لہذا
بہتر یہ ہے کہ ہم آنحضرت صلعم کے والدین کے متعلق بھی اپنی زبان بند
رکھین لہذا ہر مسلمان کو اپنی زبان ایسی باتون سے جس سے آپکے شرف
نسب مین کسی طرح کا بھی خلل پڑے روکنا چاہیے اور اسمین شک نہین
آنحضرت صلعم کے والدین کا شرک ثابت کرنا آپکے شرف نسب مین
خلل اندازی ہے شیخ عبد الوہاب شعرانی مصری نے اپنی کتاب
یواقیت والجواہر فی عقائد الاکابر مین لکھا کہ ہر مسلمان کو
آنحضرت صلعم کے اجداد و آبا مسلمین و اکابر اولیاء
حضرت آدم سے آپکے والد تک کی عزت ملحوظ رکھنا چاہیے انتہی

واما وجوب الكف عن الخوض فی حکم ابوی النبی
فی الاخرة فللشیخ جلال الدین السیوطی فی هذه
المسئلة ست مولفات وقد طالعتها کلها اقویتها
ترجع الی ان الادب مع رسول الله صلعم واجب
وان من اذاه فقد اذی الله تعالی وقال الله
تعالی ان الذین یوذون الله ورسوله لعنهم الله
فی الدنیا والاخرة ولهم عذاب عظیم وفی القران
العظیم وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا ومن
طالع فیما نقله اهل السیر من کلام عبد المطلب
لما اراد ذبح عبد الله فی قصة حفر بیر زمزم شهد له
بالتوحید وصاحب التوحید سعید بای وجه کان
توحیده قال الجلال السیوطی وقد ورد فی الحدیث
ان الله احیا ابویه صلعم حتی امنا به وعلی ذلک
جماعة من الحفاظ منهم الخطیب البغدادی وابو القاسم
ابن عساکر وابو حفص ابن شاهین السهیلی و
القرطبی ومحب الطبری وابن المنیر وابن سید الناس
والصفدی وابن ناصر الدین الدمشقی وغیرهم
رضی الله عنهم اجمعین قال المحب الطبری والله
تعالی قادر علی ان یحیی ابویه صلعم حتی یومنا به

اور آنحضرت صلعم کے والدین کے متعلق جو کچھ آخرت میں ہوگا
اوسمین غور وفکر نہ کرنیکی بابت شیخ جلال الدین سیوطی کی چھ مولفات
ہین مین نے سب کا مطالعہ کیا ہی جسکا نتیجہ یہ نکلتا ہی کہ آنحضرت
صلعم کے ساتھ ادب واجب ہی اور جس نے آنحضرت کو اذیت
دی اوس نے اللہ کو اذیت دی اللہ تعالی فرماتا ہی کہ جو لوگ
اللہ اور اوسکے رسول کو ایذا دیتے ہین اللہ نے دنیا و آخرت مین لعنت کیا
اور اونکے لیے بڑا عذاب ہی ۔ اور قرآن عظیم مین ہے کہ ہم اون
لوگون پر عذاب نہین کرتے جبتک رسول نہین بھیج لیتے
اور جس نے اہل سیر کا وہ کلام جو اونہون نے عبد المطلب سے
دربارۂ ارادۂ ذبح عبد اللہ اور چاہ زمزم کھودنے کی نقل کیا
دیکھا ہے اونکی بابت وہ توحید کی شہادت دیگا اور
صاحب توحید ہر حال مین سعید ہی جلال الدین سیوطی نے
کہا کہ حدیث مین ہی کہ اللہ نے آپکے والدین کو زندہ کیا
اور وہ آپ پر ایمان لاے اور اسی پر ایک جماعت حفاظ سے
خطیب بغدادی وابو القاسم ابن عساکر وابو حفص ابن
شاہین سہیلی وقرطبی ومحب الدین طبری وابن منیر وابن
سید الناس وصفدی وابن ناصر الدین دمشقی وغیرہم ہین
محب طبری نے کہا کہ اللہ تعالی اسپر قادر ہے کہ اوسنے
والدین آنحضرت صلعم کو زندہ کر دیا ہو اور وہ با ایمان مری ہین

ثم یموتا ویکون ذلک مما اکرم اللہ تعالیٰ بہ سید
الاولین والاخرین وقال القرطبی لیس احیاءھما
وایمانھما بہ صلعم بممتنع لا عقلاً ولا شرعاً فقد ورد
فی القرآن احیاء قتیل بنی اسرائیل حتی اخبر
بقاتلہ انتہی وکان ابوبکر ابن العربی المالکی الفقیہ
المحدث یقول ما عندی احد اشد اذی لرسول
اللہ صلعم ممن یقول ان ابوی رسول اللہ صلعم
فی النار وفی حدیث مسلم لا توذوا الاحیاء بسبب
الاموات فیحرم جزماً ان یقال ان ابوی النبی صلعم
فی النار انتہی قال الجلال السیوطی خاتمۃ حفاظ
مصر قد صرح جماعات کثیرۃ بان ابوی النبی صلعم
لم تبلغھما الدعوۃ واللہ یقول وما کنا معذبین
حتی نبعث رسولاً وحکم من لم تبلغہ الدعوۃ
انہ یموت ناجیاً ولا یعذب ویدخل الجنۃ قال
وھو مذھبنا لا اختلاف فیہ بین المحققین
من ائمتنا الشافعیۃ فی الفقہ والاشاعرۃ
فی الاصول ونص علی ذلک الامام الشافعی
وتبعہ علی ذلک الاصحاب قال الحافظ السیوطی
ومما وضح لک انھما لم تبلغھما الدعوۃ انھما

اور اسی بات سے اللہ نے آنحضرت صلعم کو بزرگی دی اور قرطبی نے
کہا کہ اونکا زندہ ہو کر آنحضرت صلعم پر ایمان لانا نہ عقلاً ممنوع ہے
نہ شرعاً کیونکہ قرآن مین قتیل بنی اسرائیل کا جسنے اپنے قاتل کو
بتایا زندہ ہونا وارد ہے انتہیٰ۔ اور فقیہ محدث ابوبکر ابن
عربی مالکی کہا کرتے تھے کہ میرے نزدیک رسول اللہ صلعم کو
اذیت دینے والا اوس سے بڑہکر کوئی نہین جو یہ کہے کہ
رسول اللہ صلعم کے والدین دوزخ مین ہین مسلم کی حدیث
مین ہے کہ زندون کو مُردون کی وجہ سے اذیت نہ دو
تو یہ کہنا قطعی حرام ہے کہ والدین آنحضرت صلعم دوزخ مین
ہین انتہیٰ۔ خاتمہ حفاظ مصر جلال الدین سیوطی نے کہا
کہ جماعات کثیرہ نے اس کی تصریح کی کہ آنحضرت صلعم
کے والدین کو دعوت نہین پہونچی اور اللہ فرماتا ہے
کہ ہم عذاب نہین کرتے جب تک رسول نہ بھیج لین
اور جس کو دعوت نہ پہونچی اوس کا حکم یہ ہے کہ وہ
ناجی غیر معذب وجنتی ہے یہی ہمارا مذہب ہے
اور اس مین درمیان محققین ائمہ فقہاء شافعیہ اشاعرہ
اختلاف نہین ہے اور اس پر امام شافعی دلیل لائے
اور اونکی متابعت اصحاب نے کی حافظ سیوطی نے کہا
کہ اون کو دعوت نہ پہونچنا اس امر سے بھی واضح ہوتا ہے

ماتا فی حداثة سن رسول الله صلعم وصحح العلائی
وغیرہ ان والد رسول الله صلعم عاش من العمر
ثمان عشرة سنة والدته ماتت فی حدود
العشرین ومثل هذا العمر لا یسع التفحص علی
المطلوب فی التوحید مع القول بان الله تعالی
لم یحییهما حتی آمنا به مع ان ذلك الزمان
الذی کانا فیه کان زمانا قد عم فیه الجهل والفترة
انتهی ونقل ابو جعفر ابن حبیب فی تاریخه عن
ابن عباس ان عدنان ومعد وربیعه بن
خذیمة واسد کانوا علی ملة ابراهیم فلا یذکروهم
الا بخیر وروی الزبیر بن بکار مرفوعا لا تسبوا مضر
ولا ربیعة فانهما کانا مسلمین قلت ولهذا الاثر
شاهد عند ابن حبیب عن مرسل سعید بن
المسیب فافهم واغتنم ثم رأیت فی رسالة الشیخ
عبد الحلیم عبارة تناسب هذا المقام فاحببت
ادخالها قال فحق المسلم واللائق بحاله ان تکون
له غیرة فی هذا النسب ان تمسك لسانه عما
یخل بشرف نسب نبینا بوجه من الوجوه ویحفظ
لسانه عن شیٔ یؤدی الی النسب النقص فیه

کہ وہ رسول اللہ صلعم کی صغر سنی مین مرے اور اسکی
تصحیح علائی وغیرہ نے کی کہ رسول اللہ صلعم کے والد کی
اٹھارہ ۱۸ اور والدہ کی بیس ۲۰ برس کی عمر ہوئی اور ایسی عمر
تلاش مطلوب معاملہ توحید کے لیے کافی نہین اس قول کے
کہ اللہ تعالی نے اونکو زندہ نہین کیا اور وہ آپ پر
ایمان نہین لائے باوجود اسکے کہ وہ اوس زمانہ مین تھے
جس مین جہل وفترة عام تھی انتہی - اور ابو جعفر ابن
حبیب نے اپنی تاریخ مین ابن عباس سے نقل کیا
کہ عدنان ومعد وربیعہ بن خذیمہ واسد ملت ابراہیم پر
تھے لہذا اونکو بخیر یاد کرنا چاہیے اور زبیر بن بکار نے
مرفوعا روایت کی کہ مضر وربیعہ کو برا نہ کہو کیونکہ
وہ مسلمان تھے مین کہتا ہون کہ ابن حبیب کے
پاس اسی کے شاہد سعید بن المسیب کی بھی ایک
حدیث مرسل ہے پھر مین نے رسالہ شیخ عبد الحلیم مین
ایک عبارت مناسب مقام دیکھی لہذا لکھتا ہون
کہا ہے مسلمان کو اس نسب مین غیرت ہونا
چاہیے اور اپنی زبان ایسی بات سے جس سے
آنحضرت صلعم کے شرف نسب مین کسی طرح کا
خلل ہو یا منجر بنقص وعیب ہو روکنا چاہیے

لان مرتبته ارفع ولا شغل فی اثبات الشرک فی
ابویه اخلال ظاهر بشرف نسبه الطاهر وقال
بعض المحققین انه لا ینبغی ذکر هذه المسئلة مع
مزید الادب ولیست من المسائل التی یضر جهلها
او یسئل عنها فی القبر او فی الموقف فحفظ اللسان
عن التکلم فیها الا بخیر اولی واسلم ولنعم ما افاده
الشیخ الدهلوی فی شرح العربی للمشکوة فی باب
زیارة القبور عند حدیث ابی هریرة قوله فلم یوذن
لی فقیل فیه نزل ما کان للنبی الآیه هذا علی
طریقة المتقدمین واما المتاخرون فقد اثبتوا
اسلام والدیه بل جمیع اباءه وامهاته الی ادم
ولهم فی الاثبات ثلث طرق اما انهما کانا علی دین ابراهیم
او انهما لم تبلغ لهما الدعوة لکونهما فی زمان الفترة
وماتا قبل زمان نبوته صلعم او انهما احیاهما الله
علی یدیه صلعم فامنا به وحدیث الاحیاء وان کان
فی حد ذاته ضعیفا لکنه صححه بعضهم لبلوغ درجة
الصحة لتعدد طرقه وهذا العلم کانه کان مستورا
عن المتقدمین فکشفه الله علی المتاخرین والله یختص
برحمته من یشاء بما یشاء من فضله وقد صنف الشیخ

کیونکہ آپکا مرتبہ اعلی ہی اور یہ امر ظاہر ہی کہ آپکے والدین کو مشرک
کہنا آپکے شرف نسب طاہر مین بظاہر خلل ڈالنا ہی اور بعض محققین کے
نزدیک تو اس مسئلہ کا ذکر ہی بسبب مزید ادب بہتر نہین اور
نہ مسئلہ ہی ایسا ہی جسکا جہل مضر ہو یا قبر مین سوال کیا جاے
یا حشر مین باز پرس ہو تو اس مسئلہ مین بجز اچہائی کی کچہہ نہ بولنا ہی
بہتر ہی شیخ دہلوی نے شرح عربی مشکوۃ باب زیارۃ القبور مین
حدیث ابی ہریرہ مین کیا خوب افادہ کیا ہے کہ قولہ
فلم یوذن لی کہا گیا کہ اسی مین آیۃ ما کان للنبی
اوتری یہ بر طریقہ متقدمین ہے لیکن متاخرین نے والدین
بلکہ کل آباء و امہات آنحضرت صلعم کا آدم تک اسلام
ثابت کیا ہے اور اثبات مین اون کے لیے تین
طریقے ہین یا یہ کہ وہ دونون دین ابراہیمی پر تہے یا اونکو دعوت
نہین پونہچی کیونکہ وہ زمانہ فترت مین تہے اور آنحضرت صلعم کی
زمانہ نبوت سے قبل وفات پا چکے تہے یا اللہ نے اونکو
آنحضرت صلعم کی ہاتہ پر زندہ کیا اور وہ ایمان لاے اور حدیث
احیا اگرچہ ضعیف ہی لیکن بعض نے اوسکو صحیح مانا ہی کیونکہ
وہ بوجہ اپنی تعدد طرق کے درجہ صحت تک پونہچ گئی ہے
اور یہ علم گویا متقدمین سے پوشیدہ تہا جسکو اللہ نے متاخرین
پر کہولا اور اللہ جسکو جب چاہتا ہی اپنی فضل و رحمت سے خاص کرتا ہے

جلال الدين السيوطي في هذا الباب رسائل وبيّنه
بدلائل كثيرة وأجاب عن شبهة المخالفين ولو نقلناه
لطال الكلام فلينظر ثمه وبالغ فيه حتى أنه لا يكاد
ينقل مذهب المخالف صريحاً لكراهة أن يجري على
لسانه ذلك إلا بطريق الحكاية جزاه الله خيراً الأوفى

وفي حاشية الطحطاوي على الدر المختار حكي أن بعض
الفضلاء مكث متفكراً ليلة في أبويه صلعم واختلاف العلماء
في حديث إحيائهما وصحته وأنهما آمنا به فمن ضعّف ومن
صحح وهل يمكن الجمع بين الأقاويل أم لا فاستمرت به الفكرة
حتى مال السراج فلما كانت صبيحة تلك الليلة أتاه رجل
من الجند يسأله أن يضيفه فتوجه إلى بيته فمرّ في
أثناء الطريق على رجل خضري قد جلس بباب خزانة
تحت حانوت بها موازينه وباقي آلات البيع فقام
هذا الرجل حتى أخذ بعنان دابة الشيخ وقال له شعراً

آمنت أن أبا النبي وأمه ... أحياهما الحي القدير البارئ
حتى لقد شهدا له برسالة ... صدّق فتلك كرامة المختار
وبه الحديث ومن يقول بضعفه ... فهو الضعيف عن الحقيقة عاري

ثم قال خذها أيها الشيخ ولا تسهر لياليك ولا تتعب نفسك
متفكراً حتى غرق السراج ولكن امض إلى المحل الذي أنت

شیخ جلال الدین سیوطی نے اس باب مین کئی رسالے تصنیف کیے ہین
اور اونمین بہت سے دلائل بیان کر کے مخالفین کے شبہ کا جواب
دیا ہے جسکی نقل مین طوالت ہے اونہون نے یہانتک لکھا ہے کہ مذہب
مخالفین ہی بوجہ اس کراہت کے کہ وہ زبان پر حکایتاً جاری
ہوگا صریحاً نقل نہ کرنا چاہیے اللہ اونکو جزائے خیر دے طحطاوی کے
حاشیہ در مختار مین ہے کہ بعض فضلا کی حکایت ہے کہ وہ ایک شب
والدین آنحضرت صلعم کے متعلق متفکر تھے کہ علما نے اونکے احیاء و
ایمان کے متعلق اختلاف کیا ہے تو اونمین ضعیف کسی نے کہا کسی نے صحیح
اور جمع بین الاقوال کیسے ہوسکتی ہے یا نہین اتنے مین صبح جب صبح
ہوئی تو ایک جندی اونکے پاس آیا اور اونہین مدعو کیا وہ
اوسکے گھر چلے راستہ مین ایک خضری شخص پگڑی ہوے کیون کے
ڈھیر پر بیٹھا تھا اور اوسکے پاس آلات بیع و اوزان تھے اوسنے
کھڑے ہو کر شیخ کی سواری روک لی اور یہ شعر پڑھے کہ میرا ایمان
ہے کہ آنحضرت صلعم کے والدین کو خدا نے زندہ کیا اور اونہون نے
آنحضرت صلعم کی سچی رسالت کی شہادت دی یہ آنحضرت
کی کرامت ہے اور اسکے متعلق حدیث ہے جو اسکو ضعیف کہے
وہ خود ضعیف اور حقیقت سے عاری ہے پھر کہا اے شیخ اس کو
سمجھ لے اور راتون کو نہ جاگ اور متفکر ہو کر اتنا بیخود ہو
کہ چراغ گل ہو جاے اور جہان جا رہا تھا وہان جا

قاصده لتأكل منه لقمة حراماً فبهت الشيخ لذلك وطلب الرجل فلم يجده فاستخبر عنه جيرانه انه من اهل السوق فلم يعرفه منهم احد واخبروا بانه لا عهد لهم برجل يجلس بهذا المحل اصلاً ثم ان الشيخ رجع الى منزله ولم يمض الى دار الجنيد لما سمعه من مقالته هذا الاستناد انتهى

محاكمه بالجملة هذه المسئلة ليست من الاعتقاديات ولا حظ للقلب فيها واما اللسان فحقه الامساك عما يلزم منه النقصان خصوصاً الى وهم العامة لانهم لا يقدرون على دفعه ومداركه كذا في الطحطاوي. قلت اني لم ادع ايضاً ان المسئلة اجماعية بل هي اختلافية غير اني اخترت قول القائلين بالنجاة لانها انسب بمقام المحبة وذا على الايمان والايقان ثبتني الله المنان والحمد لله القوي فقد تبين الرشد من الغي والحمد لله رب العالمين وسلام على المرسلين۔ اللهم تقبل هذه الرسالة من عبدك الكئيب الملوم احقر افراد البشر علي المدعو بالانور ابن مولاي ذي السلسلة الرفيعة العلية القلندرية العلوية ابينا ومولانا شاه علي اكبر قلندر ابن مولانا شاه حيدر علي قلندر واجعلها خالصة لوجهك الكريم مخلصة لاقبال حضرت النبي الرؤف الرحيم

اور لقمہ حرام کھاوے حیران ہوگئے اور اوسکو بلایا مگر وہ نہ ملا تو اوسکے پڑوسی نے کہا کہ وہ بازاری ہے مگر اوسکو کسی نے نہ پہچانا اور سب نے یہی کہا کہ کسی سے اوس سے یہاں بیٹھنے کا قرار نہ تھا پھر شیخ اوسکی گفتگو سنکر اپنے گھر واپس آئے اور جنیدی کے گھر نہیں گئے انتہی۔

محاکمہ۔ بالجملہ یہ مسئلہ اعتقادیات سے نہیں ہے اور نہ قلب کی اسمیں کوئی فائدہ ہے زبان کو ایسی باتوں سے جس سے نقصان پیدا ہو خصوصاً وہم عام کی طرف روکنا چاہیے کیونکہ عام لوگ اوسکے دفع پر قادر نہیں جیسا کہ طحطاوی میں ہے میں کہتا ہوں کہ میں بھی یہ دعوی نہیں کرتا کہ یہ اجماعی مسئلہ ہے بلکہ اختلافی ہے سوا اسکے کہ میں نے قائلین نجات کے قول اختیار کیے جو مقام محبت کے زائد مناسب ہے اور محبت عین ایمان و یقین ہے خدا مجکو اوسپر ثابت رکھے اور خدا کا شکر ہے کہ راست روی گمراہی سے جدا ہو گئی اور خدا پروردگار عالم کے لیے حمد اور رسولوں کے لیے سلام ہے

الٰہی اس رسالہ کو بندہ غمگین و رنجور احقر افراد البشر **علی انور** ابن صاحب سلسلہ رفیعہ علیہ قلندریہ علویہ ابی و مولائی شاہ **علی اکبر** قلندر ابن مولانا شاہ حیدر **علی** قلندر سے خاص اپنی ذات کریم اور مخصوص اقبال حضرت نبی رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قبول فرما فقط

سوال[له] - آیا یہ عقیدہ صحیح ہے یا غلط کہ نورِ محمدی نورِ الٰہی سے پیدا ہے اور کل چیزین نورِ محمدی سے موجود ہوئی ہین اور لفظ کل اور نور کی تشریح اور کیفیت پیدایش نور مطلوب ہے نیز اگر لفظ بحق فلان نبی و ولی کہہ کر دعا مانگی تو جائز ہے کہ نہین

جواب سوال اول - یہ عقیدہ صحیح ہے علامہ قسطلانی مواہب لدنیہ کے مقصد اول مین تحریر فرماتے ہین کہ عبد الرزاق نے بسندِ صحیح متصل جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ اونہون نے کہا قلت یا رسول اللہ

بابی انت وامی اخبرنی عن اول شئ خلقہ اللہ تعالیٰ قبل الاشیاء قال یا جابر ان اللہ

خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ یعنی مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ پر میرے مان باپ قربان ہون مجھے بتائیے کہ سب چیزون سے پہلے اللہ نے کون چیز پیدا کی آپ نے فرمایا کہ اے جابر سب سے پہلے تیرے نبی کا نور پیدا کیا - اور کل سب کا پیدا ہونا نورِ نبوی سے اسکو خود صاحب تحفۃ الاحباب مقصد اول کتاب مین یون لکھتے ہین کہ پیش از شروع در ابواب این مقصد مقدمہ ذکر کردہ میشود در بیان ابتدای آفرینش و آنکہ اول مخلوق نور نبوت آنحضرت بود و سائر مکنونات ازان نور موجود اند انتہیٰ - اور پھر وہی مقدمہ مین ہے کہ در کیفیت نور محمدی صلعم روایات متنوعہ وارد شدہ و حاصل مجموع آنہا واللہ اعلم باین معنی راجع میشود کہ خداوند تعالیٰ بچندین ہزار سال پیش از آفرینش آسمان و زمین و عرش و کرسی و لوح و قلم و بہشت و دوزخ و ملک و جن و انس و سائر مخلوقات نور نبوت آنحضرت را

[له] یہ سوالات بطور استفتا مولوی وکیل احمد سکندرپوری نے بذریعہ مولوی حاجی فرید الدین خان صاحب محدث کاکوروی پرہنی بریاست حیدرآباد دکن سے بھیجے تھے ۱۲ [له] اس مقصد کے ابواب شروع کرنے سے پہلے ایک مقدمہ ذکر کیا جاتا ہے جو ابتدائے آفرینش کے بیان مین ہے نیز یہ کہ سب سے پہلے جو چیز پیدا ہوئی وہ نورِ نبوی صلعم تھا اور باقی سب چیزین اوس سے پیدا ہوئین ۱۲ [له] کیفیت نورِ محمدی صلعم مین مختلف روایتین آئی ہین حاصل سب کا یہ ہے کہ خداوند تعالےٰ نے آسمان و زمین و عرش و کرسی و لوح و قلم و بہشت و دوزخ و ملک و جن و انس وغیرہ پیدا کرنے سے چند ہزار سال قبل نورِ نبوی صلعم پیدا کیا اور فضائے عالم قدس مین اوسے سیر فرماتا رہا کبھی سجدہ کا حکم دیتا تھا اور کبھی تسبیح و تقدیس مین مشغول رکھتا تھا اور اوسکے ٹھہراؤ کے لیے پردے بنائے اور ہر پردہ مین مدت دراز تک اوسکو رکھا اور وہ نور ایک خاص تسبیح سے اوسکو یاد کرتا تھا پھر جب پردون سے باہر نکلا تو سانسین لینا شروع کین اور انبیا و اولیا و صدیقین و شہدا و مومنین و ملائکہ کی روحین پیدا کین اور اوسکی کئی قسمین کین اور اون سے عرش و کرسی و لوح و قلم و بہشت و دوزخ و مواد و اصول و آسمان و زمین و آفتاب و ماہتاب و ستارے و دریا و ہوا و پہاڑ پیدا کیے اور آسمان و زمین کو پھیلایا اور اون مین سے ہر ایک کے سات طبقہ کیے اور ہر طبقہ کو بہت سی مخلوقات کا مسکن مقرر کیا اور رات دن کو ظاہر کیا ۱۲

آفریده و در فضای عالم قدس آن نور را تربیت بفرمود و گاهی بسجودش امر میکرد و گاهی بتسبیح و تقدیس مشغول میداشت
و بجهت ستر آن نور حجابها خلق فرمود و در هر حجابی شئی مدید او را نگاه میداشت و آن نور تسبیح خاص حضرت
حق را ادا مینمود بعد ازان که ازان حجب بیرون آمد نفسها برآورد و از انفاس متبرکه او ارواح انبیاء و اولیا و صدیقان
و شهدا و سائر مومنان و ملائک بیافرید و آن را چند قسم ساخت و ازان اقسام عرش و کرسی و لوح و قلم و بهشت و دوزخ
و مواد و اصول و آسمان و زمین و آفتاب و ماهتاب و کواکب و بحار و بلاد و جبال موجود گردانید بعد ازان
آسمان و زمین را منبسط ساخت و هر یکے را ازانها هفت طبقه کرده هر طبقه را بجهت مسکن جمعی از مخلوقات مقرر
فرمود و روز و شب را پدید آورد - اور جبکہ اصل تمام اشیاء نور محمدی ہے پس حامل جملہ کمالات بھی نور محمدی ہوگا
کیونکہ اشیا میں ذات و صفات و کمالات سب داخل ہیں ؎ تو اصل وجود آمدی از نخست ٭ دگر ہر چہ
موجود شد فرع تست - اور اسی وجہ سے آنحضرت صلعم کو نبی الانبیاء و خاتم النبیین کہتے ہیں کہ نبوت جملہ انبیا کی
نبوت محمد صلعم سے مستفاد ہے اور سلسلہ نبوت آپکی ذات تک پہونچکر ختم ہوگیا شرف الدین بوصیری قصیدہ
بردہ میں فرماتے ہیں ؎ وکلهم من رسول الله ملتمس ٭ غرفا من البحر او رشفا من الديم [۵۱]
وكل آي اتى الرسل الكرام بها ٭ فانما اتصلت من نوره بهم - اور کنہ نور محمدی اور خلق و ظہور اوسکا
نور الٰہی سے مجہول الکیفیت ہے کہ شرع شریف اوسکے بیان سے ساکت ہے اور عقل جزوی اوسکے ادراک سے عاجز اور
زیادہ غور کرنے سے سلسلہ اس بحث کا مسئلہ وحدت وجود تک پہونچتا ہے لہذا اسیقدر پر اکتفا کیا گیا پس تعبیر اوسکی
سوا اسکے نہیں ہوسکتی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے نور محمدی پھر نور محمدی سے تمام عالم پیدا کیا انتہے اور تفسیر حسینی میں
آیہ کریمہ قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین [۵۲] کی تفسیر میں لکھا ہے کہ بحر الحقائق میں ہے کہ حضرت کا
اسم مبارک نور اسلیے ہے کہ حق تعالے نے پہلی جو چیز عدم سے ظہور میں لایا وہ آپ ہی کا نور ہے کہ اول ما خلق اللہ نوری [۵۳]

---

۵۱ اور سب رسول اللہ سے ملتمس ہیں خواہ دریا سے چلو بھر پانی ہو یا حوض کا پانی اور جس دلیل کو پیغمبران بزرگ لائے وہ آنحضرت صلعم ہی
کی نور سے اونکو ملی ۱۲ ۵۲ البتہ تمہارے پاس اللہ سے نور و کتاب مبین آئی ۱۲ ۵۳ پہلی جو چیز اللہ نے پیدا کی وہ میرا نور ہے ۱۲

پھر عالم کو اوس نور کے ظہور کے لیے موجود کیا ؎ آنچہ اول شد پدید از جیب غیب ٭ بود نور جان او
بے ہیچ ریب ... انتہے اور نور کے معنی حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی ترجمہ مشکوۃ شریف مین فرماتے ہین
کہ نور در عرف عام بمعنی روشنی است[۱] و نور در اسم اللہ تعالی بمعنی منور ست و وے تعالی روشن گرداننده سموات
بکواکب و سیارات و روشن گرداننده زمین باولیا و انبیا و علما و مومنین و مومنات و بساتین و ریاحین و روشن
گرداننده دلہای مومنان و عارفان ست بنور ایمان و طاعات و اخلاق و معارف و حقائق نور علی نور[۲]
یھدی اللہ لنورہ من یشاء و نزد خواص نور عبارت ست از چیزے کہ ظاہر تر بر خود بود و ظاہر کننده
غیر خود را و چون مقابلہ کرده شود وجود را بالعدم پس وجود را ظہور باشد و عدم را خفا و ہیچ چیز تاریک تر از عدم و بیرون
آرنده باشد ماہیات را از ظلمت عدم سزاوار تر است از غیر خود کہ نامیده شود او را نور و وجود او نور ست
کہ فائض ست بجملہ اشیا و وجود ہمہ از نور ذات اوست انتہے بقدر الضرورت اور تحقیق معنی نور کے جو بیچ
تفسیر آیت کریمہ اللہ نور السموات والارض[۳] مین کی گئی اوسکو حضرت امام غزالی نے اپنے رسالہ مشکوۃ
الانوار مین بالتفصیل بیان فرمایا ہے اوس کو دیکھنا چاہیے اور کل بحث سب کے ہے -

جواب سوال دوم

دعا کا اس عبارت سے جائز ہے ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین لکھتے ہین کہ[۴]
مین کہتا ہون کہ یہی آیا ہے کہ اللھم انی اسألك بحق السائلین علیك وبحق ممشای الیك
پس حق سے مراد حرمت ہے یا وہ حق جسکا وعدہ حق تعالی نے بمقتضاے اپنی رحمت کے فرمایا ہے انتہے
طحطاوی لکھتے ہین کہ انبیاء علیہم السلام کا حق خالق تعالی پر وجوباً ثابت نہین تفضلاً و کرماً ثابت ہے

؎۱ نور عام علما رنیک روشنی کے معنی مین ہے اور اللہ تعالی کا نام نور بمعنی منور ہے اللہ تعالی ہی آسمانون کو ستارون اور سیارون سے اور زمین کو انبیا و اولیا
و علما و مومنین و مومنات سے اور مومنین و عارفین کے دلون کو نور ایمان و طاعات و اخلاق و معارف و حقائق سے منور کرنیوالا ہے اور خواص کے
نزدیک نور اوس چیز سے عبارت ہے جو اپنی اور بہت زیادہ ظاہر اور اپنی غیر کو ظاہر کرنیوالی ہو اور جب وجود کا عدم سے مقابلہ کیا جاے تو وجود کا ظہور ہوگا
اور عدم کا خفا اور جو چیز عدم سے زیادہ تاریک اور ماہیات کو ظلمت عدم سے باہر لانیوالی ہو وہ بہ نسبت اپنی غیر کی نور کے نام سے موسوم ہونیکی زیادہ لائق ہے
اور اوسکا وجود وہ نور ہے جو کل اشیا پر فائض ہے اور سب کا وجود اوسکے نور ذات سے ہے انتہے بقدر ضرورت ۱۲ ؎۲ نور ہے نور پر اور اللہ اپنی نور کی
طرف جسکو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے ۱۲ ؎۳ اللہ آسمان و زمین کا نور ہے ۱۲ ؎۴ یا اللہ مین تجھسے سوال کرتا ہون بحق سائلین تجھپر اور بطفیل اپنی قدمون کے جو تیری طرف

یہانتک کہ ازراہ کرم حق سائلین بھی ثابت ہے چنانچہ حصن حصین مین حدیث ثابت ہے اللھم انی[۵۱]
اسئالک بحق السائلین علیک اور اگر حق حرمت اور عظمت و وجاہت مراد لیجیے تو بطریق وسیلہ
درست ہے قال اللہ تعالی وابتغوا الیہ الوسیلۃ[۵۲] انتھی اور بحق نبی دعا مین بمعنی وسیلہ کے کہنا تعلیم
آنحضرت صلعم سے بھی ثابت ہے حیث علم اللھم انی اسئالک واتوجہ الیک بنبیک محمد[۵۳]
نبی الرحمۃ انتھی اور دعا کرنا حضرت آدم علیہ السلام کا واسطے قبول توبہ کے باین عبارت کہ اسئالک
بحق محمد الا غفرت لی خود کتب تفسیر و حدیث مین موجود ہے پس اس سے بھی حق تفضلی مراد ہے نہ حق
ایجابی اور اسی قبیل سے ہے جو اللہ تعالے نے جا بجا قرآن مجید مین فرمایا ہے وکان حقا علینا نصر المؤمنین[۵۴]
وکتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ وکان علی ربک حتما مقضیا وغیرھا من الآیات۔
حضرت مولانا شاہ عبد العزیز تفسیر فتح العزیز مین تحریر فرماتے ہین کہ در کتب فقہ مذکور است[۵۵] کہ دعا کردن
بحق کسے مکروہ است زیرا کہ کسے را بر خدا حقے نمی باشد تفصیل مقام آنست نزد معتزلہ کہ افعال عباد را
مخلوق عباد میدانند جزاے آن افعال حق حقیقی بندگان است و بر مذہب اہل سنت وجماعت افعال
عباد مخلوق خدا اند پس عباد را بسبب آن افعال حقے ثابت نیست حقیقتاً بلکہ وعداً و جعلاً چنانچہ در حدیث
صحیح آمدہ است کہ من آمن باللہ ورسولہ واقام الصلوۃ وصام رمضان کان حقا علی اللہ ان یدخلہ

[۵۱] یا اللہ مین تجھسے سوال کرتا ہون بحق سائلین جو تجھپر ہے ۱۲ [۵۲] اللہ تعالے نے کہا کہ اور پکڑو تم اوسکی طرف وسیلہ ۱۲ [۵۳] جیسا کہ سکھلایا اے اللہ مین تجھسے سوال کرتا ہون اور تیری طرف بذریعہ تیرے نبی محمد نبی الرحمۃ کے متوجہ ہوتا ہون ۱۲ [۵۴] اور تھا حق ہمپر ایمان والون کو مدد دینا ۱۲ - اور تمہارے رب نے اپنی ذات پر رحمت کو فرض کیا ۱۲ - اور تھا تیرے رب پر عہد پورا ہونے والا ۱۲ [۵۵] کتب فقہ مین مذکور ہے کہ کسی کے حق سے دعا مانگنا مکروہ ہے اس لیے کہ کسی کا خدا پر حق نہین تفصیل مقام یہ ہے کہ معتزلہ کے نزدیک جو بندون کے افعال کو بندون کا مخلوق جانتے ہین اون افعال کی جزا بندون کا حقیقی حق ہے اور بر مذہب اہل سنت وجماعت بندون کے افعال خدا کے مخلوق ہین پس حقیقتاً بندون کا اون افعال سے کوئی حق ثابت نہین بلکہ بطور وعدہ چنانچہ حدیث مین آیا ہے کہ جو اللہ پر ایمان لایا اور اوس کے رسول پر اور نماز قائم کی اور رمضان کے روزے رکھے

الجنۃ ھاجر فی سبیل اللہ او جلس فی ارضہ التی ولد فیھا - و نیز در حدیث صحیح از حضرت معاذ بن جبل آمدہ ھل تدری ما حق العباد علی اللہ الخبر - پس آنچہ در روایت توبہ حضرت آدم علیہ السلام آمدہ است محمول برہمان حق جعلی و تفضلی است و آنچہ در کتب فقہ ممنوع است حق حقیقی است و از بسکہ در سابق مذہب معتزلہ رواج بسیار میداشت و استعمال این لفظ موہم مذہب ایشان میشد فقہا مطلقاً از استعمال این لفظ منع نمودہ تا خیال کسے بآن مذہب نرود این است آنچہ درین مقام موافق قرار داد علماے ظاہر است و اہل تحقیق چنین گفتہ اند کہ ہر یک از اکمل بنی آدم را با عتبار صورت کمالیہ او اسمی است از اسماے الٰہی کہ تربیت او میفرماید پس سوال بحق کاملے از کاملان اشارہ بآن اسم است اگر شخصے در وقت استعمال این لفظ ملاحظہ این معنی نماید قطعاً ملام و معاتب نیست انتہیٰ واللہ اعلم بالصواب فقط

تو اللہ پر حق ہوگا کہ وہ اوس کو جنت میں داخل کرے فی سبیل اللہ ہجرت کی یا وہیں مقیم رہا جہاں پیدا ہوا - نیز حدیث صحیح میں حضرت معاذ بن جبل سے مروی ہے کہ کیا جانتے ہو کہ بندون کا حق اللہ پر کیا ہے پس روایت توبہ حضرت آدم علیہ السلام میں جو کچھ آیا ہے وہ اوسی حق جعلی و تفضلی پر محمول ہے اور کتب فقہ میں جو ممنوع ہے وہ حق حقیقی ہے چونکہ پہلے زمانہ میں مذہب معتزلہ بہت رائج تھا اور اس لفظ کا استعمال اونکے مذہب کا وہم دلاتا تھا تو فقہا نے اس لفظ کے مطلقاً استعمال کو منع کر دیا تاکہ کسی کا خیال اوس مذہب کی طرف نہ جاوے یہ ہے جو یہاں پر موافق قرار داد علماے ظاہر کے ہے اور اہل تحقیق نے ایسا کہا ہے کہ ہر ایک اکمل بنی آدم کا باعتبار اپنی صورت کمالیہ کے اسماے الٰہی سے ایک اسم ہے جو اوس کی تربیت فرماتا ہے پس کاملین میں سے کسی کامل کے حق سے سوال کرنا اشارہ اوس اسم سے ہے اگر کوئی شخص اس لفظ کے استعمال کے وقت اس معنی کا لحاظ کرے تو ہرگز قابل ملامت و عتاب نہیں ہے ۱۲ فقط

UNIVERSITY LIBRARY
25 SEP 1959
MUSLIM UNIVERSITY ALIGARH
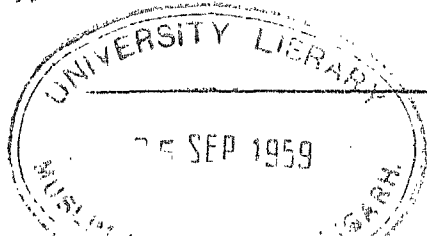
صحت نامہ رسالہ الدر الیتیم فی ایمان آبا نبی الکریم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷	۲م	العزا	العزۃ
"	۳م	نزہم	نزھھم
۲۵	۳م	مضافاً	مضافاً
"	۱۷ت	ی سے	ہی سے
"	۱۸ت	ون سے	اون سے
۲۸	۱ت	جالی ہے	جاتی ہے
۳۵	۱۸م	اسلاھما	احدھما
"	۱۵ت	اسے	استثنے
۳۷	۱۹م	فخبطوا	فخبطواو
"	۱۹ت	جبط	خبط
۴۳	۱۷م	جومنعوا	ومنعوا
۴۷	۱۳م	من یبلغه	من لم یبلغه
"	۱۵م	انه	انهم
"	۲ت	کلام	کلام میں

۳۹۶ع د
DUE DATE
۲۹۶۴۵

اشتہار

تالیفات حضرت مؤلف کتاب ہذا

تحریر الانور فی تفسیر القلندر - فارسی - مطبوعہ ریاستِ رامپور ...... قیمت ۴ر

الفیض التقی فی حل مشکلات ابن العربی - فارسی مطبوعہ ریاستِ رامپور - قیمت ۸ر

کشف الدقائق عن رموز الحقائق - فارسی مع ترجمہ مطبوعہ ریاستِ رامپور - قیمت ۸ر

فاتح الابصار - فارسی مع ترجمہ - مطبوعہ ریاستِ رامپور .. قیمت ۴ر

زواہر الافکار شرح جواہر الاسرار - فارسی مترجم - مطبوعہ اصح المطابع لکھنؤ .. قیمت ۱۰ر

القول الموجہ فی تحقیق من عرف نفسہ فقد عرف ربہ - فارسی مطبوعہ آسی پریس لکھنؤ قیمت عہ ر

الانتصاح عن ذکر اہل الصلاح - فارسی مطبوعہ آسی پریس لکھنؤ ..... قیمت عہ

الدرۃ البیضا فی تحقیق صداق فاطمۃ الزہرا - اردو مطبوعہ اصح المطابع لکھنؤ - قیمت عہ ر

احسن الافادہ لارباب الارادہ معروف بہ رسالہ بیعت و وجہ بافرح - اردو مطبوعہ گلشن ابراہیمی قیمت ۲ر

المشتہر

قاضی محمد احتشام علی خان - محلہ قاضی گڈہی کاکوری ضلع لکھنؤ